مشرک اور بے نمازی
شخص کے ذبیحے کے بارے میں شرعی حکم

مُقدّمة

الحمد للّٰہ رب العالمین ،والصلاۃ والسلام علی أشرف الأنبیاء والمرسلین،نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین.أما بعد

چونکہ عقیدہ توحید تمام عبادات کی اصل اور بنیاد ہے۔اور عقیدہ توحید میں ایک اہم نکتہ یہ بھی ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں حرام اور حلال کی تمیز کی جائے۔ مگر اس دور میں اکثر لوگ جو پکے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔اس آیت مبارکہ کے مصداق بن رہے ہیں۔اور شرک کے سمندر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَ مَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَ ھُمْ مُّشْرِکُوْنَ﴾(یوسف:۱۰۶)

''اوران میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے ہیں مگر وہ مشرک ہوتے ہیں''

تحفۃ الاخوان باجوبۃ مھمۃ متعلق بأرکان الاسلام ص/۳۶ میں سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ کا فتویٰ ہے۔

جو شخص مُردوں کو مدد کے لئے پکارے اور اُن سے مدد طلب کرے اور اُن کے لئے نذرانے چڑھائے اور اس طرح کی عبادت کرے تو وہ مشرک و کافر ہے۔اس سے نکاح کرنا اور اسکا مسجد حرام میں داخل ہونا ناجائز ہے۔اگرچہ وہ جہالت (کم علمی) کا دعویٰ کرے یہاں تک کہ وہ اِس سے تائب ہوجائے۔اور صفحہ نمبر ۴۶ میں ذکر ہے۔

بیشک شرک اکبر توحید کا مکمل منافی اور متضاد ہے۔جیسے مُردوں،ملائک،بُت،درخت،پتھر اور ستاروں وغیرہ کو پکارنا اور اُن کے لئے ذبح کرنا نذریں چڑھانا اور اِن کو سجدے کرنا وغیرہ۔

زیر نظر فتویٰ شیخ ابومحمد امین اللہ حفظہ اللہ کا اُس ذبح کے بارے میں ہے۔جو اکثر لوگ حلال وحرام پوچھے بغیر یہ کہتے ہیں کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے۔یہ کہہ کر کھالیتے ہیں۔

ہماری یہ رائے ہے: کہ قرآن وسنت کی روشنی میں اس قصاب کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا نہ کھایا جائے۔جو نماز نہیں پڑھتا ہے کیونکہ تارک نماز کافر اور مرتد ہے۔اور اسطرح وہ قصاب جو اولیاء کے تصرفات کا عقیدہ رکھتے ہیں،یا قبروں کی عبادت کرتے ہیں،تو اُن کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی حرام ہے،کیونکہ امت کے علماء کا اس بات پر اجماع ہے۔سوائے یہود ونصاریٰ کے مشرکین کے ذبح کردہ جیسے بتوں کو پوجنے والے یا ادیان کے منکرین اور تمام کفار کا ذبیحہ حرام ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّھُمْ﴾(المائدۃ:۵)

''آج تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں۔اور اُن لوگوں کا کھانا جن کو کتاب دی گئی ہے۔تمہارے لئے حلال ہیں۔اور تمہارے کھانے اُن کے لئے حلال ہیں۔''

یہ آیت اس پر دلیل ہے کہ یہود ونصاریٰ کا ذبح کردہ جانور ہمارے لئے حلال ہے مگر اس شرط کہ ساتھ کہ یہود ونصاریٰ اپنے عقیدہ میں اپنے دین کے مطابق رہتے ہوں۔اور مشرک نہ ہوں۔لیکن آج کل یہود ونصاریٰ اکثر مشرک ہیں۔تو زیر نظر فتویٰ جہاں تک ہم نے دیکھا یہ ہر طالب حق مؤمن کے لئے از حد مفید ہے۔

اے اللہ ہمارے دل تیرے خوف سے بھر جائیں۔اور ہم تیری حُرمات کی تعظیم کریں اور تیری شریعت کی مخالفت سے بچیں۔(آمین) اے اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

فضیلۃ الشیخ ابویزید عبدالقاھر حفظہ اللہ

مدرس مدرسہ دارالقرآن والحدیث السّلفیہ قاضی آباد پشاور

نظرثانی

الحمد للّٰہ رب العالمین ،والصلاۃ والسلام علی أشرف الأنبیاء والمرسلین،نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین.أمابعد

اکل حلال کے بارے میں قرآن پاک کا واضح ارشاد ہے۔

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ﴾(البقرۃ:۱٦۸)

''لوگو! جو چیز زمین میں حلال اور پاک ہے اِسے (شوق سے) کھاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔''

اور انبیاء علیہم الصلاۃ السلام کو بھی یہی حکم دیا گیا ہے۔

﴿ یاأیھاالرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا﴾(المؤمنون)

''اے میرے پیغمبرو! پاک وحلال کھایا کرو اور عمل صالح کرو''

تقریباً تمام کتب حدیث میں کتاب ''الأطعمۃ ،الاشربہ،الذبائح'' کا خصوصی اہتمام سے بیان ہونا بھی ہمیں دعوت فکر دیتا ہے کہ اکل حلال کتنا اہم ہے۔

بصد افسوس کہ زمانہ نبوت سے دوری نے ہمیں آہستہ آہستہ اعتدال کی راہ سے دور کر دیا اور بے اعتدالی کی راہ پر ڈال دیا۔

فضیلۃ شیخ القرآن والحدیث ابومحمد امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ نے اس امانت کی ادائیگی کا خاص خیال فرما کر اپنی تصنیف ''الدین الخالص'' کے ذریعے امت پر عظیم احسان کیا اور ذبائح سے متعلق خصوصی طور پر روشنی ڈال کر ہمیں اپنے ماکولات ومشروبات پر غور کرنے پر مجبور کر دیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فاضل مصنف کو جزاء خیر عطا فرمائے اور ان کی اس عظیم محنت کو قبول فرمائے۔ الفاضل الشیخ عبدالعظیم حسن زئی حفظہ اللہ نے اس کتاب کے اس حصّے کو اردو قالب میں ڈھال کر اردو دان طبقے کے لئے چودہ طبق روشن کر ڈالے۔(جزاہ اللہ عنا خیرا)

ابوعمر عبدالمجید حفظہ اللہ فاضل دارالعلوم اوڈانوالہ متعلم جامعہ ابی بکر کراچی نے حرف بہ حرف بغور پڑھ کر اپنے ملاحظات کو ترجمہ شدہ اوراق پر ثبت کر دیا ہے امید ہے کہ اہل علم اس سے مستفید ہوں گے۔

کتاب ھذا کا خلاصہ:

((ولاینبغی أن تکون مسألۃالذبائح المجھولۃ والأکل منھامحل خصومۃ ونزاع بین المسلمین،لأ نھا مسألۃ اجتھادیۃ،فقدیری شخص أن الشبھۃ قویۃ فی موضع فلا یأکل من ذبائحہ ویکون رأی الأخر بخلافہ، ومادام الأمر محتملا،فلاانکارفی المحتملات ،وانما ینکرفی شئی صریح واضح کمن یأکل من ذبیحۃ مرتدظاھر الردۃ فھذا کأکل المیتۃ ینکرعلیہ))

''مسلمانوں میں نامعلوم ذبیحوں کے کھانے کا مسئلہ وجۂ نزاع واختلاف نہیں ہونا چاہیے اس لیے کہ یہ اجتہادی مسئلہ ہے ایک شخص کی رائے میں شبہ قوی ہوتا ہے تو وہ ایسا ذبیحہ نہیں کھاتا جبکہ دوسرے کی رائے اس سے مختلف ہوتی ہے وہ کھانے میں حرج نہیں سمجھتا۔ یہ معاملہ چونکہ مختلف احتمالات وامکانات کا حامل ہوتا ہے۔لہٰذا ایسے امکانات واحتمالات والے مسئلے میں کسی کو غلط نہیں کہہ سکتے۔صریح اور واضح چیز ہو تو اس میں غلطی پر جو شخص ہوتا ہے اسے غلط کہا جاتا ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص واضح طور پر (شرک کرتا ہے تو وہ) مرتد ہے۔اور اس کا ذبیحہ کوئی کھاتا ہے۔تو اسے مردار کھانے والا ہی کہا جائے گا۔''

میں ادارے کے تمام احباب اور اہل خیر کو مبارک باد دیتا ہوں کہ وہ اس پُرفتن دور میں امت مسلمہ کو کتاب وسنت پر مبنی لٹریچر فراہم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔اور اس پر گراں قدر سرمایہ خرچ کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ کی رضا اور اپنے لئے جنت میں اعلیٰ مقام بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔
(جزاکم اللہ خیرا)

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وآله وصحبه وسلم

وکتبہ: فضیلۃ الشیخ محمد حسین البلتستانی حفظہ اللہ

مدرس جامعه أبی بکر الاسلامیه ۱۲/۱۱/۱۴۲۶ھ

تمہید

مشرک کے ذبیحہ کہ بارے میں کچھ وضاحت

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین۔ أما بعد

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اُس نے اس مسئلے کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان اہل حق علماء پر رحم فرمائے کہ ان حضرات نے اس مسئلے کی وضاحت کے ساتھ حق بات پہنچائی۔ جن میں سرفہرست شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، الشیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ، سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہم، فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین حفظہ اللہ اور شیخ القرآن والحدیث ابو محمد امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ شامل ہیں۔ ان تمام اہل حق علماء کے فتاویٰ کو کتابی شکل میں آپ حضرات کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

جو لوگ بسم اللہ پڑھنے والے کے ذبیحہ کو حلال سمجھتے ہیں۔ چاہے وہ مشرک، مرتد کافر ہی کیونکہ ہو وہ دلیل کے طور پر جو حدیث پیش کرتے ہیں۔ وہ روایت صحیح بخاری میں ہے۔

”جس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں جس کے متعلق ہمیں معلوم نہیں کہ وہ گوشت کس طرح کا ہوتا ہے آیا اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہوتا ہے یا نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کا نام لو اور کھا لو۔“

مگر یہ حدیث اس بات کی دلیل نہیں کیونکہ ہماری بحث مشرک، مرتد اور بے نمازی کے ذبح کے بارے میں ہے۔ جبکہ اس حدیث کا معنی جو ہم سمجھے ہیں وہ یہ ہے کہ جو لوگ ذبح کرتے وقت بسم اللہ نہ پڑھیں یا پڑھنا بھول جائیں تو کھاتے وقت اگر بسم اللہ پڑھ لی جائے تو کافی ہے۔ جیسے کہ حدیث کہ الفاظ ہے۔((لا ندری اذکروا اسم اللہ علیہ، ام لا؟)) ”ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں“ نا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مشرک کافر کے ذبح کیے ہوئے گوشت پر بسم اللہ پڑھ کر کھانے کا حکم دیا ہو جب کہ سلف صالحین کا اس مسئلہ میں واضح منہج تھا۔ کہ مشرک، مرتد کافر، کی عورت سے نکاح ان کا ذبیحہ حرام اور اُن کا مال اور جان حلال ہے۔ یہ سلف صالحین میں سب سے واضح مسئلہ تھا۔

اس کے علاوہ قرآن کی ایک آیت بھی پیش کی جاتی ہے۔

﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ﴾ (الانعام:۱۱۸)

”تو جس چیز پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیا جائے اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو تو اسے کھا لیا کرو۔“

ہم سعودی عرب کے معروف عالم دین الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی کمیٹی کا ایک فتویٰ نقل کر دیتے ہیں۔ تا کہ اس آیت کی وضاحت ہو سکے۔

سوال جو شخص مشرک کے ذبیحہ کو حلال سمجھے اور ان کے لئے درج ذیل آیت سے استدلال کی کوشش کرے:

﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ﴾ (الانعام:۱۱۸)

”تو جس چیز پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیا جائے اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو تو اس کھا لیا کرو۔“

اور وہ کہے کہ یہ آیت محتاج تفسیر نہیں ہے۔ اور کسی کی نہ سنے تو کیا وہ کافر ہو گا؟۔

جواب جو شخص شرک اکبر کے مرتکب مشرک کے ذبیحہ کو اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی وجہ سے حلال قرار دے تو وہ خطا کار ہے۔ لیکن وہ کافر نہیں کیونکہ یہاں یہ شبہ موجود ہے۔ کہ شاید وہ اللہ کے نام کی وجہ سے حلال قرار دے رہا ہو، البتہ مذکورہ آیت سے اس کا استدلال درست نہیں ہے کیونکہ آیت کے عموم کو مشرک کے ذبیحہ کی حرمت پر اجماع نے خاص کر دیا ہے۔ (فتاویٰ اسلامیہ: (اردو) کتاب العقائد۔ جلد اوّل: ص ۳۷۔ مکتبہ: دارُالسّلام)

اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ اگر ایک آدمی (مسلمان) ذبح کرتے وقت بسم اللہ بھول جائے تو؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ ذبیحہ کھایا جائے گا۔ سوال ہوا اگر مجوسی بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرے؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا۔ (حاکم: ٤/٢٣٣)

اس فتویٰ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے بعد بھی اگر کوئی نہ سمجھے تو اُس شخص سے سوال کیا جائے کہ پیش کردہ آیت کا حکم خاص ہے یا عام؟ کیونکہ اگر اس آیت کو عام ہے تو اس میں سب آجائیں گے۔ چاہے مسلم ہو یا کافر مثلاً: مشرکین، قادیانی، پرویزی، رافضی وغیرہ۔ اگر یہ لوگ بھی ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھ دیں تو ان کا بھی ذبیحہ حلال ہو جائے گا۔ تو پھر قرآن کی اس آیت پر ہمارا عمل کیوں نہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرنے کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ ارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ﴾(البقرۃ:٤٣)

''اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کیا کرو''

اس آیت کے بارے میں قرآن وحدیث میں کوئی وضاحت نہیں کہ جس کا عقیدہ صحیح نہ ہو اُس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔ مگر کیونکہ ہم سلف صالحین کے منہج کے ماننے والے ہیں۔ اور جو انہوں نے عقیدہ بیان کیا ہے اُس میں یہ بات شامل ہے۔ کہ بدعقیدہ شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اسی طرح ذبیحہ کے بارے میں بھی سلف کا یہی منہج ہے کہ یہود ونصاریٰ کے علاوہ مشرک، کافر مرتد کا ذبیحہ حرام ہے۔ اب سوال کیا جائے کہ اس آیت کا حکم خاص ہے یا عام؟ کیونکہ اگر اس کا حکم عام ہے تو پھر ہر رکوع کرنے والے کے ساتھ رکوع کرنا ہوگا۔ مگر اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے۔ کہ قرآن، حدیث اور سلف صالحین نے ان کو مشرک قرار دیا۔ اور شرک کرنے والے کی اللہ کوئی نیکی قبول نہیں کرتا تو جب اِن کی یہ نیکی یعنی نماز قبول نہیں تو جو شخص انکے پیچھے نماز پڑھے گا۔ اُس کی نماز کیوں کر قبول ہوگی؟ مگر وہ یہ بات بھول جاتے ہیں۔ کہ نماز کی طرح ذبح بھی عبادت ہے اور عبادت اللہ موحد ہی کی قبول کرتا ہے۔ اور ذبح چاہے عام دنوں میں کیا جائے یا کسی خاص دن جیسے دس ذوالحجہ والے دن تو جس طرح کوئی شخص عام یا کسی خاص دن غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرتا ہے۔ تو وہ شخص شرک کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام عبادات کی طرح ذبح کو بھی عبادت قرار دیا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ﴾(الکوثر:٢)

''اپنے رب کے لیے نماز پڑھئے اور ذبح کیجئے۔''

دوسری جگہ فرمایا۔

﴿اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ﴾(الانعام:١٦٣)

''میری نماز میری قربانی۔ میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے۔''

اب کوئی شخص ان دونوں میں فرق کرتا ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں کیونکہ یہ عبادت ہے۔ اور اللہ مشرک کی عبادت قبول نہیں کرتا۔ مگر آپ دیکھیں گے کہ یہ لوگ مشرکین کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا کھا لیتے ہیں۔ یہ سراسر کفر ہے کہ ایک کو عبادت سمجھا جائے اور دوسرے کو نہیں۔ کیونکہ بسم اللہ پڑھنا بھی عبادت ہے۔ اِسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے اسے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ مشرک کی عبادت قبول نہیں کرتا اس لئے اس کا ''بسم اللہ'' پڑھنا بے فائدہ ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

﴿ اُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ وَ فِی النَّارِ ھُمْ خٰلِدُوْنَ﴾(التوبہ:١٧)

''یہی لوگ ہیں، ان کے اعمال برباد ہو گئے اور یہ لوگ آگ میں ہمیشہ رہیں گے''

دوسری جگہ فرمایا۔

﴿ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْھَا وَ بٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾(ھود:١٦)

''ہاں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں ہے۔ اور جو کچھ انہوں نے وہاں کیا تھا وہ سب بے کار ہے اور جو کچھ وہ اعمال کرتے تھے سب کچھ برباد ہونے والا ہے۔''

جو لوگ مشرکین کے ذبیحہ کو حلال سمجھتے ہیں وہ یا تو ان کے اس عمل کو عبادت نہیں کہتے یا لوگوں کو مرتد کافر نہیں سمجھتے۔ اگر وہ ان لوگوں کو کافر نہیں سمجھتے تو ان کے بارے میں حکم واضح ہے۔ یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے اسے محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے نواقضِ اسلام میں شمار کیا ہے فرماتے ہیں: ''جس نے مشرکین کو کافر نہیں سمجھا یا اس کے کفر میں شک کیا یا اس کے مذہب کو صحیح سمجھا۔ تو وہ بھی کافر ہے۔''

شیخ عبداللہ اور شیخ ابراہیم، شیخ سلیمان بن سحمان رحمۃ اللہ علیہم ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں: اس شخص کی امامت صحیح نہیں جو جہمیہ اور قبر پرستوں کو کافر نہیں سمجھتا یا ان کے کفر میں شک کرتا ہے۔ یہ سب سے واضح ترین مسئلہ ہے اہل علم ایسے شخص کے کفر پر متفق ہیں۔ یعنی بشر بن مریسی کے کفر پر اسی طرح قبر پرستوں کے کفر میں کوئی بھی ایسا شخص شک نہیں کرسکتا جس میں ذرا سا بھی ایمان ہو۔ (الدرر السنية: ١٠/٤٣٨، ٤٣٧)

اسکے علاوہ ہم آپ کے سامنے الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی کمیٹی کا فتویٰ نقل کرتے ہیں۔ تاکہ اہل ایمان کے لئے راحت کا سبب بنے۔

سوال ہم اس شخص کے بارے میں شرعی حکم معلوم کرنا چاہتے ہیں جو کافر کو کافر نہیں کہتا؟

الحمد للّٰہ والصلوٰۃ و السلام علیٰ رسولہ و آلہ و صحبہ: و بعد

جواب جس شخص کا کافر ہونا ثابت ہو جائے، اس کو کافر سمجھنا اور اس پر کفر کا حکم لگانا واجب ہے اور مسلمان حاکم کا فرض ہے کہ اگر ایسا شخص توبہ نہ کرے تو اس پر ارتداد کی شرعی حد نافذ کرے۔ جس شخص کا کافر ہونا ثابت ہو چکا ہو اس کو کافر نہ سمجھنے والا بھی کافر ہے۔ البتہ اگر وہ کسی شبہ کی وجہ سے یہ موقف رکھتا ہے تو اس شبہ کا ازالہ کرنا ضروری ہے۔

و باللّٰہ التوفیق و صلی اللّٰہ علی نبیبا محمد و آلہ و صحبہ و سلم

(فتاویٰ دارالا ءسعودی عرب (اردو) جلد دوم: ص ۹۸۔ مکتبہ: دارُالسّلام)

اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص ان عبادات میں (یعنی نماز اور ذبح میں) فرق کرتا ہے۔ تو یہ صفات یہودیوں کی بیان ہوئی ہے۔ کہ وہ کچھ کا اقرار کرتے تھے۔ اور کچھ کا انکار اس کے بعد بھی اگر کوئی نہ سمجھے تو وہ اپنے ایمان کی خیر منائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيدُونَ اَنْ يَّتَّخِذُوا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا﴾ (النساء: ١٥١، ١٥٠)

''اور کہتے ہیں! کہ ہم کتاب کے کچھ حصے پر ایمان لاتے ہیں اور کچھ حصے کا انکار کرتے ہیں یہ چاہتے ہیں۔ کہ کفر و ایمان کے درمیان ایک (دوسری) راہ نکالیں۔ یہی لوگ حقیقی کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

کچھ لوگ ان مشرکین کو اہل کتاب میں شامل کرتے ہیں۔ مگر یہ بات جہالت کے علاوہ کچھ نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب یہود و نصاریٰ کو کہا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کا کھانا حلال قرار دیا ہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ﴾ (المائدۃ: ٥)

''اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے''۔

یہ آیت اپنے مفہوم کے لحاظ سے اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ اہل کتاب کے علاوہ دیگر کفار کا ذبیحہ حرام ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو پھر خاص طور پر اہل کتاب کا ذکر کرنا بے فائدہ ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک یہودی عورت کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو بکری کا ہدیہ بھیجا گیا تو آپ ﷺ نے نہ صرف اسے قبول کیا بلکہ آپ ﷺ نے اسے کھایا بھی مگر برا ہو اُس عورت کا جس نے بکری کے گوشت میں زہر ملا رکھا تھا، خود رسول اللہ ﷺ نے اس سے اس بات کا اقرار بھی کروایا۔ اس

مذکورہ حدیث کو دلیل بنا کر مشرکین و مرتدین کے ذبیحہ کو حلال قرار دینا سراسر جہالت ہے۔ بلکہ تحریف معنوی فی الحدیث ہے، کیونکہ حدیث میں صراحت موجود ہے کہ وہ ہدیہ یہودی کی طرف سے تھا اور وہ اہل کتاب ہیں انکا ذبیحہ اللہ نے حلال قرار دیا ہے۔ جبکہ مشرکین و مرتدین اور دوسرے کفار اہل کتاب نہیں ہیں۔ لہٰذا ان کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔

مذکورہ حدیث کے بارے میں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اس حدیث سے اہل کتاب کا کھانا کھانا اور انکے بھیجے ہوئے ہدایا کو قبول نے کا جواز ملتا ہے۔''

اس تمہید کے بعد ہم اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو اپنی توفیق سے اپنے دین کی طرف پلٹا دے۔

اے اللہ ہم تجھ سے فریاد کرتے ہیں۔ اور پناہ مانگتے ہیں۔ مشرکین، طاغوتوں کے ظلم اور منافقین کی بے دینی زہریلی زبان اور مصنفین و قلم کاروں کے شر سے تیری بارگاہ میں شکایت کرتے ہیں۔ دین میں تحریف کرنے تبدیلی کرنے والوں کی ہر اس شخص کی جو حق کے بیان سے خاموشی اختیار کرے یا باطل کلام کا ارتکاب کرے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قول کی سچائی اور عمل کا اخلاص نصیب فرمائے اگر ان باتوں میں کوئی خطا و غلطی ہو تو اس کا ذمہ دار میں ہوں اور شیطان ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ اس سے پاک و بری ہیں۔

صلی اللّٰہ علی نبینا محمد و اصحابه اجمعین. و الحمد للّٰہ ربّ العالمین.

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سیدالمرسلین

امابعد:

ذیل کی سطور ہم نے ایک سوال کے جواب میں تحریر کی ہیں۔جس میں ہم نے حتی الوسع کوشش کی ہے کہ قرآن وسنت کے دلائل پر مبنی جواب دے سکیں تا کہ مسلمانوں کو زیر بحث مسئلہ کے بارے میں مکمل تسلی وتشفی ہو اس لیے جواب تفصیل سے دیا گیا ہے۔

سوال کیا پاکستان میں قصابوں کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اس لیے کہ ان میں اکثریت مشرکوں کی ہے کیونکہ یا تو وہ شیعہ ہیں، جو کہ کافر ہیں، یا بریلوی ہیں، اور وہ مشرک جو مردوں کو پکارتے ہیں۔ یہ بھی شرک ہے یا بے نمازی ہیں اور قصداً تارک نماز کافر مرتد ہے آپ سے گزارش ہے کہ اس مسئلے کے بارے میں شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء السائل: ابوسلیمان العراقی ۲۸/۲/۱۴۱۷ھ

جواب اس ایک مسئلہ کے ضمن میں چند دیگر مسائل کی وضاحت ضروری ہے تب صحیح صورت حال واضح ہوگی۔

① کس کا ذبیحہ حلال ہے اور کس کا نہیں۔؟

② غیر اللہ سے مدد مانگنا یا فریاد کرنا ایسا شرک ہے جو اسلام سے خارج کر دینے والا ہے۔؟

③ کیا قصداً نماز چھوڑ دینے والا کافر ہے۔؟

④ کیا اسلامی ملک میں کوئی مسلمان قصابوں کے عقیدے کی تفتیش وتحقیق کر سکتا ہے یا نہیں۔؟

⑤ ایسا مشرک جو مسلمان کہلاتا ہو اور بہت سے اسلامی عقائد کا اقرار کرتا ہو تو کیا اس کا حکم اور اہل کتاب کا حکم ایک جیسا ہے۔؟

ان سوالوں کے جواب ہم تفصیل سے دینا چاہتے ہیں اللہ سے یہ دعا کرتے ہوئے کہ وہ ہمیں صحیح بات کہنے اور حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❶ جہاں تک پہلے مسئلے کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں ہم یہ کہیں گے کہ مسلمان عاقل بالغ کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اور اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کا ذبیحہ باتفاق مسلمین جائز اور حلال ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ﴾ (المائدہ:۵)

''جن کو کتاب دی گئی ہے ان کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے''۔ ❶

اس آیت میں طعام کے لفظ سے مراد ذبیحہ ہے۔ اسی طرح عورت کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی حلال ہے چاہے حائضہ ہو چاہے لونڈی ہو (بخاری:۲/۸۲۷) مسلم فاسق کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی حلال ہے اس لیے کہ ذبیحے کے لیے اللہ نے عادل یعنی غیر فاسق کی شرط نہیں لگائی۔ (الفقۃ الاسلامی:۳/۶۵۲)

---

❶ **برصغیر پاک وہند کے معتمد علماء کی موجودہ دور کے اہل کتاب کے ذبیحہ کے بارے میں آراء:**

ترجمہ ثنائی فوائد مولانا داؤد راز فرماتے ہیں کہ: موجودہ اہل کتاب کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔

اور پوشیدہ نہیں اس زمانے میں جو نصاریٰ دیکھے جاتے ہیں وہ گردن مروڑی مرغی وکبوتر وغیرہ بدون ذبح کے روا رکھتے ہیں اور یہ کچھ بھی تمسک بکتاب آسمانی نہیں ہے اسی واسطے فتویٰ دیا جاتا ہے کہ ان کا ذبیحہ روا نہیں نیز اس زمانے میں بعض جاہل بت پرستوں ومجوس کو اہل کتاب قرار دیکر بیہودہ باتیں لکھتے اور گمراہ کرتے ہیں پس واجب ہے کہ جب تک وہ کتاب اللہ وحدیث رسول اللہ ﷺ سے جو کتب میں موجود ہو دلیل نہ لادے تب تک اس کو گمراہ جانیں۔ موجودہ اہل کتاب کی طہارت یورپ کے رسم ورواج سے ماخوذ ہیں اسلام اسے پسند نہیں کرتا خنزیر کا استعمال ان میں عام ہے محرمات میں وہ انجیل کی تعلیم کے پابند نہیں اس سے انکا ذبیحہ سابق اہل کتاب سے مختلف ہے۔ (سورۃ المائدہ آیت: نمبر ۵، ترجمہ ثنائی، صفحہ:۱۲۹)

قرآن مجید بدو ترجمہ مع حواشی وحل لغات المروف ''تفسیر ستاریہ'' میں سورۃ المائدہ آیت نمبر ۵ کے تحت یہ حاشیہ تفسیر لکھی ہے: فرمایا کہ کتاب والوں کا کھانا حلال ہے یعنی ان کا ذبح اور پر تو ذبح کی شرط فرمائی کہ اللہ کا نام ذکر ہو غیر کی تعظیم نہ ہو، یہاں اور شرط فرمائی کہ ذبح کرنے والا مسلمان یا اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ ہو، اور کسی دین ومذہب والے کا ذبح حلال نہیں اگرچہ نام اللہ کا لے، اسکا نام لینا معتبر نہیں۔

مجوسی بت پرست اور مشرک کا ذبیحہ حلال نہیں ہے اس لیے کہ یہ لوگ اہل کتاب نہیں ہیں نہ ہی مسلمان ہیں ذبیحہ صرف مسلمانوں اور اہل کتاب کا حلال ہے (نیل الاوطار:۹/۱۷، والمغنی :۱۱/۵۵)

☆ ابن المنذر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قابل اعتماد علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورت اور بچے کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے۔ یہ مشہور مسئلہ ہے۔

❷ **دوسرا مسئلہ:** غیر اللہ کی نذر چند وجوہات کی وجہ سے باطل اور حرام ہے:

① یہ مخلوق کے لئے نذر ہے جبکہ مخلوق کے لئے نذر جائز نہیں۔

② یہ عبادت ہے اور عبادت مخلوق کے لئے نہیں کی جاسکتی۔

③ جس کے لئے نذر مانی جارہی ہے وہ مردہ ہے اور مردہ کسی قسم کا اختیار نہیں رکھتا۔ التبیان میں ہے کہ غیر اللہ کے لیے نذر کفر و شرک ہے اس آیت کی رو سے کہ:

﴿وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾

''(وہ بھی حرام ہے) جو غیر اللہ کے نام پر ہو''۔ (مجموع الفتاوی عبدالحئی حنفی :۱۳۸)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ کی کتاب مالا بدمنہ میں بھی لکھا ہے کہ غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام بلکہ شرک ہے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ الاقتضاء میں لکھتے ہیں۔ ''جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا یا غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا تو یہ ذبیحہ حلال نہیں اور ایسا کرنے والا کافر ہے''۔ غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک اکبر ہے اسلام سے خارج کر دینے والا ہے۔ یہ عقیدہ بھی کفر ہے کہ نبی یا ولی غیب جانتے ہیں یا ہر جگہ حاضر ناظر ہیں۔ یہ بھی کفر اکبر ہے آدمی کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ یا جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا تو اس نے شرک کرلیا یا اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے سجدہ کیا یا یہ کہا کہ یا رسول اللہ مدد، یا علی مدد، یا اللہ کے اولیاء میں سے کسی ولی کو پکارا کہ میری مدد کر۔ میری فریاد سن۔ یا یہ عقیدہ رکھا کہ نبی ﷺ نور ہیں بشر نہیں یا یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ جبریل علیہ السلام سے غلطی ہوئی ہے وحی علی رضی اللہ عنہ کو دینی تھی (غلطی سے محمد ﷺ کو دے گئے)

☆ یہ سب عقائد صریح کفر ہیں۔ جیسا کہ فتاویٰ دیوبند اور تیسیر العزیز ص ۲۰۳، ۲۰۹، التبیان ص: ۹۳، ۱۲۲، فتاویٰ رشیدیہ ا/ ۳۹، احسن الفتاویٰ ا/ ۸۸، فتاویٰ اسلامیہ ا/ ۲۴، معارج القبول ا/ ۳۵۱ میں مذکور ہے (تفصیل کے لئے ان کتب کیطرف رجوع کیا جاسکتا ہے)

☆ مجموعۃ التوحید (ا/ ۵۰، ۵۳) میں لکھا ہے کہ موحد کے لئے ضروری ہے کہ طاغوت کا انکار کرے اور کلمہ اخلاص اس وقت تک مکمل نہیں ہوگا جب تک اللہ کی عبادت میں شریک کرنے والوں کو کافر نہ سمجھے۔

جیسا کہ صحیح حدیث میں آتا ہے۔

((من قال لااله الااللّٰه و كفر بما يعبد من دون اللّٰه حرم ماله ودمه وحسابه على اللّٰه)) (مسلم، احمد: ۲/ ۴۷۲)

''جس نے لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کیا اور اللہ کے علاوہ معبود باطلہ کا انکار کیا تو اس کی جان و مال محفوظ ہے اور اس کا حساب اللہ پر ہے''۔

☆ اس حدیث میں یہ جملہ کہ اللہ کے علاوہ معبود باطلہ کا انکار کرے یہ دراصل تاکید ہے لا الٰہ الا اللہ کی یعنی اللہ کے علاوہ معبود کی نفی کی تاکید اور جب تک یہ نہ کرے اس کا مال یا اس کی جان محفوظ نہیں اگر اس میں ذرا سا بھی شک کیا تو بھی محفوظ نہیں۔ ان امور سے ہی دراصل توحید مکمل ہوتی ہے۔ اس لیے کہ لا الٰہ الا اللہ کے لیے احادیث میں بہت بڑی بڑی قیود و شرائط ہیں (ان کو ملحوظ رکھنے سے ہی لا الٰہ الا اللہ قبول ہوگا) وہ قیود ہیں، علم، اخلاص، اعتقاد، قبولیت، محبت اور اس کی خاطر دشمنی اور دوستی۔

☆ پھر مصنف فرماتے ہیں کہ اس کے مخالفین کی بھی اقسام ہیں سب سے بڑا اشد ید مخالف وہ ہے جو ان تمام (قیود) کی مخالفت کرے۔ کہ شرک کو اپنائے اور اسے دین قرار دے۔ توحید کا انکار کرے اور اس کا غلط اور باطل عقیدہ رکھے جیسا کہ آج کل اکثر لوگوں کا یہ حال ہے اگر ان کی حالت پر غور کریں تو ان کی مندرجہ ذیل اقسام سامنے آئیں گی۔

① ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں مگر شرک کا انکار نہیں کرتے اور نہ ہی مشرکین سے نفرت و دشمنی کرتے ہیں۔ یہ بھی مشرک ہیں۔

② مشرکوں سے نفرت و دشمنی تو کرتے ہیں مگر انہیں کافر نہیں سمجھتے لہٰذا یہ بھی انہی کی طرح ہیں۔

③ توحید سے نہ محبت رکھتے ہیں نہ نفرت۔ یہ بھی کافر ہیں۔

④ شرک سے نہ نفرت کرتے ہیں نہ محبت۔ یہ بھی مشرک ہیں۔

⑤ نہ شرک کو جانتے ہیں نہ اس کا انکار کرتے ہیں یہ بھی کافر ہیں۔

⑥ سب سے زیادہ خطرناک وہ ہیں جو توحید پر عمل کرتے ہیں مگر توحید کی نہ تو قدر جانتے ہیں نہ تارکین توحید سے نفرت کرتے ہیں نہ انہیں کافر سمجھتے ہیں۔

⑦ شرک کو چھوڑ دیا اس سے نفرت کی مگر اس کے بارے میں صحیح اندازہ اور معلومات نہیں رکھتا۔ بیچارہ مخلص؟

جب یہ سب مشرک ہیں تو ظاہر ہے کہ بہت کم لوگ موحد رہ گئے۔

❸ **تیسرا مسئلہ:** صحیح رائے یہ ہے کہ بے نمازی کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز نہیں ہے اور قصداً ہمیشہ نماز چھوڑ دینے والا مرتد ہے۔ اور نماز (کی فرضیت سے) انکار کرنے والا بالاجماع کافر ہے۔ جس نے سستی کی وجہ سے نماز چھوڑی وہ بھی قول راجح کے مطابق کافر مرتد ہے اگر وہ نماز کے ترک پر مداومت کرتا ہو۔ تفصیل کے لئے ابن قیم رحمہ اللہ کی کتاب صفۃ الصلاۃ (۲۹۲) اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مجموعۃ الفتاویٰ (۷/۶۱۱ اور ۲۲/۴۸ اور ۳۵/۱۰۶)، منذری رحمہ اللہ کی ترغیب وترہیب (۱/۳۷۸)، نیل الاوطار (۱/۳۶۹) وھیئۃ کبار العلماء (۱/۲۶۲) وغیرہ ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ ہماری اس کتاب الدین الخالص ۳/۳۶۲، ۴۶۸) پر بھی ذکر ہوا ہے۔

❹ **چوتھا مسئلہ:** صحیح مسلک یہ ہے کہ اعتبار اغلب کا کیا جاتا ہے (تفصیل آگے آرہی ہے) (المغنی: ۴/۳۳۴) میں مذکور ہے کہ ذبیحے کے بارے میں مشکوک کی تین اقسام ہیں۔ ان سے اجتناب ہی بہتر ہے۔ کسی ایسے شہر میں ذبیحہ ہو جہاں کے باشندے مجوسی بت پرست ہوں اور وہی جانور ذبح کرتے ہوں تو ان کا خریدنا جائز نہیں اگرچہ اس بات کا امکان ہو کہ اسے کسی مسلمان نے ذبح کیا ہوگا اس لیے کہ ایسے علاقے کے لئے اصل حکم تحریم کا ہے جب تک یقینی یا اغلب طور پر ثابت نہ ہو جائے (کہ یہ مسلمان کا ذبیحہ ہے صرف امکان کی بنا پر جائز نہ ہوگا) اسی طرح اگر کسی شہر میں مسلمان اور مجوسی اکھٹے رہتے ہوں تو اس شہر میں ذبح شدہ جانور کا گوشت خریدنا بھی جائز نہیں۔

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی روایت اس مسئلے کی بنیاد ہے۔

جس میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اذ ارسلت کلبك فخالط أکلبا لم یسم علیها فلا تأکل فانك لاتدری ایها قتله))(متفق علیه)

”جب تم اپنے (شکاری سدھائے ہوئے) کتے (شکار کے لیے) بھیجو اور اسکے ساتھ دوسرے ایسے کتے مل جائیں جن پر (بھیجتے وقت) اللہ کا نام نہیں لیا گیا تھا تو ان کا شکار کیا ہوا مت کھاؤ اس لیے کہ تمہیں نہیں معلوم کہ کون سے کتوں نے یہ شکار کیا ہے؟“۔

اگر ذبیحہ اسلامی ملک اور اسلامی شہر میں ہو تو اس کا کھانا حلال ہے اس لیے کہ مسلمان اپنے شہر میں اس چیز کو ذبح کر کے فروخت نہیں کرتے جس کا کھانا (شریعت میں) حرام ہو۔

☆ صحیح بات یہ ہے کہ: آج کل ہمارے موجودہ شہر اس طرح کے مسلمانوں والے شہر نہیں ہیں جیسے پہلے ہوتے تھے جیسے کہ پاکستان ہے اس میں کسی بھی جانور ذبح کرنے اور فروخت کرنے سے نہیں روکا جاتا (چاہے مسلمان ہو یا غیر مسلم) لہٰذا ہمارے ملک کو ہم مخلوط ملک کہیں گے جس میں اکثریت مسلمانوں کی ہے اس لیے ”ھیئة کبار العلماء: ۲/۷۵۵“ نے ذبیحہ حرام ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

☆ جو کہ درج ذیل ہے غیر اللہ سے فریاد کرنے والے کے ذبیحے کا حکم۔ ان علماء کی تفصیلی رائے طلبہ کے ایک سوال کے جواب میں موجود ہے۔

☆ **سوال** یہ تھا: ”طلبہ کی ایک جماعت ایک گروہ کا خیال ہے کہ غیر اللہ کو پکارنے والے غیر اللہ سے ایسے کاموں کی فریاد کرنے والے جن کی قدرت اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے ایسے لوگ اگر **بسم اللہ** پڑھ کر ذبح کریں تو وہ جائز ہے اس لیے کہ آیت عام ہے۔

﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ﴾ (الانعام: ۱۱۸)

”جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اس میں سے کھاؤ“۔

دوسری آیت ہے:

﴿وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ﴾ (الانعام:۱۱۹)

''تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کا نام لے کر (ذبح کیے ہوئے) کو نہیں کھاتے حالانکہ جو کچھ تم پر حرام ہے وہ تفصیل سے بیان کر دیا ہے (اس میں بھی) اگر تم مجبور ہو جاؤ (تو کھا سکتے ہو)''۔

طلبہ کے اس گروہ کی رائے ہے کہ ایسے ذبیحہ کو حرام وہ لوگ قرار دیتے ہیں جو حد سے گزرنے والے اپنی خواہشات کی بنا پر گمراہ کرنے والے بے علم ہیں یہ طلبہ کہتے ہیں اللہ نے جو کچھ حرام کیا ہے وہ تفصیل سے بیان کر چکا ہے۔﴿حرمت علیکم المیتة ، والدم ، ولحم الخنزیر ، وما اهل به لغیر الله﴾ ''تم پر حرام ہے۔ مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور جو غیر اللہ کے نام پر ہو۔'' اسی طرح کی دیگر آیات بھی ہیں جن میں حرام کی تفصیل موجود ہے یہ آیتیں دلیل ہیں ہماری اس رائے کی۔ ان آیات میں کسی ایسی چیز کو حرام نہیں کہا گیا جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اگر چہ ذبح کرنے والا مجوسی یا بت پرست ہی کیوں نہ ہو۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ ان لوگوں کا ذبیحہ کھاتے تھے جو زید بن الخطاب کو پکارتے تھے جب وہ لوگ اللہ کا نام لے کر ذبح کرتے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ان طلبہ کی یہ بات صحیح ہے؟ اگر غلط ہے تو ان کے دلائل کا کیا جواب ہے؟ حق بات کیا ہے برائے کرم دلائل سے وضاحت فرما دیں۔

☆ **جواب** ذبح کرنے والوں کے حالات کے مطابق ذبیحے کی حلت وحرمت کا حکم بدلتا رہتا ہے۔ مثلاً ذبح کرنے والا مسلمان ہے اور اس کے بارے میں یہ ثابت نہیں کہ اس نے کوئی ایسا کام کیا ہے جو اسلام کے منافی ہے (اسے اسلام سے خارج کرنے والا ہے) اور اس نے ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں تو اس کے ہاتھ کے ذبیحے کی حلت پر مسلمانوں کا اجماع ہے (اس کا ذبیحہ بالاتفاق حلال ہے) اس لیے کہ اللہ کا حکم عام ہے۔

﴿ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ (الانعام:۱۱۸)

''جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اس میں سے کھاؤ''۔

﴿وَ قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ﴾(الانعام:۱۱۹)

''اور تحقیق وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے جو تم پر حرام ہے۔ الا یہ کہ تم جس کی طرف مجبور ہو جاؤ''۔

☆ اور اگر ذبح کرنے والا اہل کتاب (یہودی، عیسائی) میں سے ہے اور اپنے ذبیحہ پر اللہ کا نام لیتا ہے تو وہ بھی بالاتفاق حلال ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ﴾(المائدۃ:۵)

''اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے''۔

☆ اگر یہودی یا عیسائی نے اللہ کا یا کسی اور کا نام ذکر نہیں کیا تو اس کے ذبیحے کی حلت میں اختلاف ہے جو لوگ اسے حلال قرار دیتے ہیں۔ وہ مذکورہ آیت ﴿وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ﴾ (المائدۃ:۵) کی عموم سے استدلال کرتے ہیں اور جو ایسے ذبیحے کو حرام کہتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ ذبیحہ اور شکار پر اللہ کا نام لینا دلائل سے واجب ثابت ہوتا ہے۔ یہ مسلک واضح ہے۔ اگر یہودی یا عیسائی نے اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام ذبیحہ پر ذکر کیا۔

مثلاً عزیر علیہ السلام، مسیح علیہ السلام یا صلیب وغیرہ تو اس ذبیحے کا کھانا حلال نہیں ہے۔

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کھانوں کو حرام قرار دیا ہے ان میں:

﴿ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾

''جس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے''۔

اس آیت نے پہلی والی آیت:

﴿وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ﴾ (المائدۃ:۵)

''اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے''۔

☆ میں تخصیص پیدا کردی (یعنی عمومی طور پر اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے مگر جو وہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کریں وہ حرام ہے)۔اگر ذبح کرنے والا مجوسی ہوتو اس کا ذبح کیا ہوا کسی صورت نہیں کھایا جائے گا چاہے وہ اللہ کا نام ذکر کرے یا نہ کرے اس بارے میں کسی کو اختلاف نہیں ہے سوائے ابوثور رحمۃ اللہ علیہ کے کہ ان کے نزدیک مجوس کا شکار اور ذبیحہ جائز ہے۔

ان کی دلیل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:((سنوا بهم سنة أهل الكتاب))

''ان (مجوسیوں) کے ساتھ اہل کتاب والا معاملہ کرو۔''

اسی طرح وہ اپنے دین پر رہتے ہیں تو جزیہ کا بھی اقرار کرتے ہیں جیسا کہ اہل کتاب کرتے ہیں لہٰذا ان کا کیا ہوا شکار اور ذبیحہ جائز ہے ۔مگر علماء نے ابوثور رحمۃ اللہ علیہ کی رائے مسترد کردی ہے اور اس کو رائے سلف کے اجماع کے خلاف قرار دیا ہے۔ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ المغنی میں لکھتے ہیں۔ابراہیم الحربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابوثور رحمۃ اللہ علیہ نے اجماع کے خلاف کیا ہے۔احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہاں کچھ لوگ ہیں جو مجوسیوں کے ذبیحے میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے کتنے تعجب کی بات ہے ؟ابوثور رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ ہے۔سلف میں جن سے مجوسیوں کے ذبیحے کی کراہیت منقول ہے۔

ان میں ابن مسعود، ابن عباس، علی، جابر، ابوبردہ رضی اللہ عنہم، سعید بن المسیب، عکرمہ، حسن بن، عطاء، مجاہد، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، سعید بن جبیر، مرۃ الہمدانی، زہری، مالک، ثوری، شافعی، اصحاب الرائے اور احمد حفظہ اللہ کہتے ہیں۔میں نہیں سمجھتا کہ اس مسئلہ میں کسی کو اختلاف ہو سوائے بدعتی کے اور جب اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ:

﴿وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُم﴾ (المائدة:٥)

''اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے''۔

☆ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اہل کتاب کے علاوہ دیگر کفار کا ذبیحہ جائز نہیں ہے حرام ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان مجوسیوں کے پاس کوئی (آسمانی) کتاب نہیں ہے لہٰذا ان کا ذبیحہ بت پرستوں کی طرح ہے۔جو حلال قرار نہیں دیا جاسکتا۔

جیسا کہ بت پرستوں کا (حلال نہیں ہے) پھر (احمد رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: کہ ان سے جزیہ اس لیے لیا گیا کہ یہ اہل کتاب کے مشابہ ہیں اس لیے ان کا خون حرام ہے۔اور جب اہل کتاب کے مشابہ قرار دے کر ان کا خون حرام قرار دیا گیا تو پھر ضروری تھا کہ کتاب نہ ہونے کو مدنظر رکھ کر ان کے ذبیحے کو حلال قرار نہ دیا جائے اور نہ ان کی عورتوں سے نکاح جائز قرار دیا جائے۔دونوں جگہ پر حرمت کی احتیاط کو پیش نظر رکھا جائے گا۔اور اس لیے بھی کہ ان کے ذبیحے کی حرمت پر اجماع ہو چکا ہے۔جیسا کہ ہم نے اسلاف میں سے چند نام ذکر کردیئے ہیں اور ان کے زمانے میں اس مسئلہ میں ان کی مخالفت کرنے والا بھی کوئی نہ تھا نہ ہی ان کے بعد کسی نے ایسا کیا ہے۔سوائے سعید رحمۃ اللہ علیہ کے۔(المغنی)

☆ اگر ذبح کرنے والا مشرکین بت پرستوں میں سے ہو یا ان کے حکم میں ہو سوائے مجوس کے اور اہل کتاب کے تو مسلمانوں کا اجماع ہے ان کے ذبیحے کے حرام ہونے پر چاہے وہ اللہ کا نام لیں یا نہ لیں۔

اس لیے کہ اللہ کا فرمان ہے کہ:

﴿وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُم﴾(المائدة:٥)

''اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے''۔

اپنے مفہوم کے لحاظ سے اس بات پر دلالت کررہا ہے کہ اہل کتاب کے علاوہ دیگر کفار کا ذبیحہ حرام ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو پھر خاص طور پر اہل کتاب کا ذکر کرنا بے فائدہ ہوتا۔اسی طرح جو شخص مسلمان کہلاتا ہو مگر غیر اللہ کو پکارتا ہو (اور اس سے ایسے امور کا سوال کرتا ہو) جن پر صرف اللہ قدرت رکھتا ہے غیر اللہ کے سامنے فریاد کرتا ہو تو ان کا ذبیحہ بھی کفار اور زنادقہ کی طرح ہے ان کا ذبیحہ بھی حرام ہے جس طرح ان کافروں کا ذبیحہ حلال نہیں اس لیے کہ یہ شرک کرتے ہیں اور اسلام سے مرتد ہو چکے ہیں۔لہٰذا ان کے ذبیحے کی حرمت پر اجماع اور مذکورہ آیت کا مفہوم کی دلالت یہ دونوں پھر ذیل کی آیتوں میں تخصیص پیدا کرنے والی ہوں گی۔

❶ ﴿فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾(الانعام:۱۱۸)

''کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو''۔

❷ ﴿وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾(الانعام:۱۱۹)

''تمہیں کیا ہو گیا کہ اس میں سے نہیں کھاتے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو''۔

بت پرست یا جو ان کے حکم میں ہوں یعنی [1] جو اسلام سے مرتد ہو چکے ہوں غیر اللہ سے دعائیں اور فریاد کرتے رہتے ہوں یا مردوں کو پکارتے ہوں ایسے کاموں کے لیے جو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا جبکہ اسے سمجھایا بھی جا چکا ہے۔ کہ یہ عمل صحیح نہیں اور یہ اہل جاہلیت کی طرح کا شرک ہے۔ یہ بھی دلائل سے ثابت کیا جا چکا ہے ایسے لوگوں کے ذبیحے کو حلال قرار دینے کے لیے مذکورہ دو یا ان کے ہم معنی دیگر آیات سے استدلال کرنا صحیح نہیں اسی طرح غیر اللہ سے فریاد کرنے والے اور جن امور کی قدرت صرف اللہ کے پاس ہو ان میں غیر اللہ سے مدد مانگنے والے اگر اس جگہ کہ جہاں اللہ کا نام لینا ضروری ہو اور وہ صراحت سے نہ لیں تو انہیں صراحت کی طرح نہ سمجھا جائے گا اور اس لیے یہ نہ کہا جائے گا کہ آیت ﴿انما حرم عليكم الميتة﴾ یا اس جیسی دیگر آیات میں ان کے ذبیحے کا ذکر نہیں ہے۔

☆ اگرچہ ان لوگوں کے ذبیحے کا ذکر ان آیات میں نہیں ہے جن میں مسلمانوں پر حرام کردہ اشیاء کا ذکر ہے مگر وہ المیتة کے عمومی لفظ کے تحت شامل ہیں۔ اس لیے کہ یہ لوگ بھی اسلام سے مرتد ہیں۔ کیونکہ ان کے کام ہی ایسے ہیں۔ کہ جو ایمان کی جڑ کاٹنے والے ہیں۔ اور ان کے سامنے ان کے اس عقیدے کی وضاحت بھی کی جا چکی ہے۔ مگر پھر بھی اپنے اس غلط عقیدے پر قائم اور ایمان کے منافی نظریات پر مصر ہیں۔ اور جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ دعوت توحید کے امام بھی اہل نجد کے ذبیحے کھاتے تھے۔ حالانکہ وہ لوگ زید بن الخطاب کو پکارنے والے تھے۔ یہ خیال صرف ظن اور تخمین ہے صرف دعویٰ ہے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ شیخ کی کتابوں میں جو کچھ ملتا ہے۔ یہ دعویٰ ان کے مخالف و معارض ہے۔ اپنی کتابوں میں شیخ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: کہ غیر اللہ کو پکارنے والا کسی فرشتے کو یا کسی نبی یا کسی نیک وصالح آدمی کو ایسے کاموں کے لیے کہ جو صرف اللہ کے اختیار میں ہیں ایسا شخص مشرک ہے۔ اسلام سے مرتد ہے جاہلیت کے شرک سے بھی زیادہ شدید شرک میں مبتلا ہے۔

☆ لہٰذا ایسے لوگوں کا حکم اور ان کے ذبیحے کا حکم وہی ہے جو کفار کے ذبیحے کا ہے یا اس سے بھی زیادہ شدید ہے مسلمانوں کا اجماع ہے کہ کفار کے ذبیحے سوائے اہل کتاب کے حرام ہیں اگرچہ وہ اللہ کا نام لے کر ہی کیوں نہ ذبح کریں اس لیے کہ ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا عبادت کی ایک قسم ہے لہٰذا یہ اس وقت تک صحیح نہیں ہو سکتی جب تک کہ اللہ کے لئے خالص نہ کی جائے۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾(الانعام:۸۸)

''اگر یہ بھی شرک کر لیتے تو ان کے اعمال برباد ہو جاتے''۔(واللہ أعلم، انتهى) (فتاویٰ اسلامیہ ۱/ ۲۶)

تعویذ لٹکانے والے کے ذبیحے کا حکم:

انہوں نے لکھا ہے وہ کہتے ہیں: کہ تعویذوں کی دو قسمیں ہیں۔

① جو دفع ضرر کے لیے ہو تو ایسے لوگوں کا ذبیحہ حلال نہیں اس لیے کہ یہ تعویذ شرک ہے۔

② دوسری قسم تعویذ کی وہ ہے جو قرآن و حدیث سے ہو یہ تو شرک نہیں مگر پھر بھی جائز نہیں ان لوگوں کا ذبیحہ حلال ہے۔

☆ اسی طرح فتاویٰ ھیئۃ میں بھی علماء نے یہی کچھ لکھا ہے۔(۱/ ۵)،(۱/ ۲۰)

☆ احسن الفتاویٰ: ۷/ ۳۸۸، میں لکھا ہے کہ جو اولیاء یا انبیاء کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ وہ کائنات میں تصرف کر سکتے ہیں تو یہ لوگ مشرک ہیں اور ان کا ذبیحہ میتۃ (مردار) کے حکم میں ہے۔ مردار حرام ہے۔

☆ یہاں ایک مسئلہ اور بھی ہے۔ جس کا تعلق پہلے مسئلے سے ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ غیر اللہ کے سامنے فریاد کرنے والوں کو اس عقیدے کی وضاحت کے بغیر ان کو مشرکین

---

[1] شیخ شمس السّلفی الافغانی رحمہ اللہ نے موجودہ بریلویوں کو وثنی، قبوری قرار دیا ہے۔(الماتریدیہ:۳/ ۲۸۴)

کے حکم میں شامل کیا جائے گا یا نہیں؟ اس کے بارے میں ہم کہتے ہیں۔ کہ انہیں مشرکین کے حکم میں شمار کیا جائے گا۔'' وضاحت اور حجت اس مسئلہ میں قائم کی جائے گی۔ جس مسئلہ کی وضاحت عام لوگوں میں نہ ہو جیسے کہ اسماء وصفات اور اللہ کی قدرت کے بارے میں علم نہ کہ توحید ربوبیت اور توحید الوہیت کا علم''۔

فتاویٰ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور مجموعۃ التوحید (۱/۵۴) میں بھی یہی لکھا ہے۔

☆ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کے لیے یہ جائز قرار نہیں دیا کہ وہ کسی کو پکارے کسی مردے کو نبی کو یا کسی صالح و نیک آدمی کو نہ کسی اور کو نہ کسی سے فریاد کرنے مدد طلب کرنے زندہ یا مردہ کے سامنے سجدہ کرنے کی آپ ﷺ نے کسی کو اجازت دی ہے ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ان امور سے منع فرمایا ہے اس لیے کہ یہی تو وہ شرک ہے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے مگر جہالت وغفلت اور رسول ﷺ کے احکامات سے لاعلمی کی وجہ سے بہت سے متاخرین کو کافر کہنا ممکن نہ رہا جب تک رسول ﷺ کی شریعت اور مخالفت واضح نہ ہو جائے؟۔

☆ میری رائے: اکثر مسلمان یہاں تک کہ غیر اللہ کو پکارنے والے بھی اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ علماء اہل الحدیث والسنۃ لوگوں کو توحید کی طرف بلاتے ہیں اور غیر اللہ کے سامنے فریاد کرنے یا مدد مانگنے سے منع کرتے ہیں اس کے باوجود یہ لوگ غیر اللہ سے مدد مانگنے پر مصر ہیں۔ اور توحید کی دعوت سے عناد رکھتے ہیں ان کے دل میں کسی لمحے خیال نہیں آتا کہ اس بارے میں کسی عالم سے رجوع کرلیں اور توحید اور شرک کی حقیقت معلوم کرلیں لہٰذا ایسے لوگوں کو ہم لاعلم و بے خبر نہیں کہہ سکتے۔ لہٰذا ان کے ذبیحے کھانے میں احتیاط کرنی چاہیے۔ (جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان پر حجت قائم کرنا ضروری ہے تو اس پر تفصیلی بحث ہم اپنے فتویٰ الدین الخالص ۳/۴۳۶ میں کر چکے ہیں وہاں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے)

❺ **پانچواں مسئلہ:** بعض علماء حنفیہ نے لکھا ہے کہ شیعہ اور غیر اللہ کے سامنے فریاد کرنے والوں کا حکم اہل کتاب کا حکم ایک جیسا ہے۔ جیسا کہ احسن الفتاویٰ میں لکھا ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ۱/۸۸)

العلائیہ کہتے ہیں: اہل کتاب کی عورت سے نکاح صحیح ہے (اگرچہ مکروہ تنزیہی ہے) ایسی اہل کتاب کی عورت جو اللہ کے بھیجے ہوئے کسی نبی کو اور اللہ کی نازل کردہ کسی کتاب پر ایمان رکھتی ہو۔ شامیہ میں زیلعی کا قول لکھا ہے: کہتے ہیں جو شخص کسی آسمانی دین کا معتقد ہو اور اس کے پاس آسمانی کتاب ہو جیسے صحف ابراہیم علیہ السلام، صحف شیث علیہ السلام، زبور داؤد علیہ السلام تو یہ شخص اہل کتاب میں سے ہے۔ ان کے ہاں نکاح کرنا اور ان کے ذبیحے کھانا جائز ہے۔ اسی شامیہ میں لکھا ہے کہ معتزلہ کسی بھی لحاظ سے اہل کتاب سے کم نہیں ہیں۔ بلکہ وہ تو سب سے بہترین ومعزز کتاب (قرآن) کے ماننے والے ہیں۔ اگر کوئی شخص ایسا ہو جو ان (معتزلہ) کے ساتھ نکاح کرنے کا قائل نہ ہو اور ان کے اعتقاد کی وجہ سے انہیں مرتد کہتا ہو تو یہ ناممکن ہے اس لیے کہ ان کے عقیدے کی بنیاد کو دیکھا جائے گا اگر عقیدے کی بنیاد پر وہ کافر ہیں تو پھر انہیں مرتد تو نہیں کہا جائے گا۔ (رد المحتار: ۲/)

☆ رشید احمد احسن الفتاویٰ میں لکھتے ہیں: قادیانی اور غلام احمد پرویز کے متبعین اہل کتاب نہیں۔

☆ المغنی: ۷/۵۰۱-۵۳۸۷، میں مذکور ہے کہ وہ اہل کتاب جن کے بارے میں یہ حکم ہے ان سے مراد اہل التوراۃ واہل الانجیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ﴿ان تقولوا انما انزل الکتاب علی طائفتین من قبلنا﴾ ''کہ تم یہ نہ کہو کہ ہم سے پہلے دو گروہوں پر کتاب نازل کی گئی تھی۔'' اہل توراۃ سے مراد یہودی اور سامری ہیں اہل الانجیل سے مراد نصاریٰ اور ان کے دین کے پیروکار ہیں جیسے انگریز اور رومن وغیرہ۔ صابئین سے کون مراد ہیں؟ اس میں سلف صالحین کا باہم اختلاف بہت زیادہ ہے۔ مگر صحیح بات یہ ہے کہ اگر صابئین (سے مراد وہ لوگ ہیں جو) یہود یا نصاریٰ کے دین کے اصولوں میں تو موافقت کرتے تھے مگر فروعی مسائل کی مخالفت کرتے تھے لہٰذا یہ بھی انہی میں شمار ہوں گے اور اگر اصولِ دین میں ہی ان کی مخالفت کریں گے تو پھر ان میں شمار نہ ہوں گے۔

☆ ان کے علاوہ جو کافر ہیں مثلاً صحف ابراہیم علیہ السلام یا صحف شیث علیہ السلام یا داؤد علیہ السلام کی زبور کو تھامنے والے تو انہیں اہل کتاب نہیں کہا جاسکتا ان سے نکاح بھی جائز نہیں ان کا ذبیحہ بھی حلال نہیں ہے۔ یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک ہے۔ جبکہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ان میں ایک اور صورت بھی ذکر کی ہے کہ وہ اہل کتاب ہیں ان سے نکاح جائز ان کا ذبیحہ حلال ہے ان پر جزیہ لگایا جاسکتا ہے اس لیے کہ وہ اللہ کی کتاب کو تھامے ہوئے ہیں لہٰذا یہود ونصاریٰ کے مشابہ ہیں۔ مگر ہمارے پاس وہی دلیل ہے جو ہم پہلے پیش کر چکے ہیں کہ ﴿ان تقولوا انما انزل الکتاب علی طائفتین من قبلنا﴾ ''کہ تم یہ نہ کہو کہ ہم سے پہلے دو گروہوں پر کتاب نازل کی گئی تھی۔'' دوسری بات یہ ہے کہ ان دونوں توراۃ وانجیل کے علاوہ جو کتابیں تھیں وہ صرف مواعظ ونصائح اور مثالوں پر مشتمل تھیں ان میں احکام نہیں تھے اس لیے ان کے لیے

وہ حکم نہیں ہے جو دیگران کتب کا ہے جن میں احکام تھے۔

☆ پھر فرماتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ مجوس کی عورتوں سے نکاح جائز نہیں ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔﴿و لا تنکحوا المشرکات﴾ ''مشرک عورتوں سے نکاح مت کرو۔'' اور فرمان ہے۔﴿و لا تمسکوا بعصم الکوافر ﴾'' کافروں کی عورتوں کومت روکے رکھو۔'' اللہ نے صرف اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی اجازت دی ہے ان کے علاوہ جو بھی کافر ہیں ان کا حکم اسی طرح برقرار ہے اور حکم عام ہے ہر کافر جو اہل کتاب نہیں اس میں شامل ہے اور چونکہ مجوس کی کوئی کتاب ثابت نہیں (اس لیے وہ اہل کتاب میں شمار نہیں)

امام احمد رحمہ اللہ سے کسی نے سوال کیا کہ کیا یہ بات صحیح ہے کہ جناب علی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ مجوس کی بھی کتاب ہے؟ تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا یہ قول باطل اور غلط ہے۔ اگر مجوس کی کتاب ہوتی تو انہیں اہل کتاب میں شمار کیا جاتا مگر بغیر کتاب کے انہیں اہل کتاب نہیں کہا جاسکتا اور اہل کتاب کا حکم دوسروں کے لیے نہیں ہے۔

☆ پھر آگے فرماتے ہے: اہل کتاب کے علاوہ جتنے دیگر کافر ہیں۔ مثلاً بتوں، درختوں، پتھروں اور جانوروں کی پوجا کرنے والے تو علماء کا اس پر اتفاق ہے۔ جن کا کوئی مخالف نہیں ہے۔ کہ ان کی عورتوں سے نکاح کرنا اور ان کا ذبیحہ کھانا حرام ہے۔

دلیل کے طور پر ہم دو آیتیں پیش کر چکے ہیں۔

☆ فتاوی اللجنۃ الدائمۃ (۳/ ۳۰۷) میں مذکور ہے کہ یہود ونصاریٰ شرک کے باوجود اہل کتاب سے ہیں۔

☆ تفسیر آلوسی (۱۱/ ۹۸) میں تحریر ہے۔ ہمارے زمانے کے مشرک جاہلیت کے مشرکین سے زیادہ سخت کافر ہیں۔

مجموعۃ التوحید میں (۱/ ۴۱) فرماتے ہیں: غیر اللہ کو پکارنے والے سے جزیہ بھی قبول نہ کیا جائے گا جیسا کہ یہود سے قبول کیا جاتا ہے اور نہ ہی ان کی عورتوں سے نکاح کیا جائے گا جیسا کہ یہود کی عورتوں سے کیا جاتا ہے اس لیے کہ یہ (غیر اللہ کو پکارنے والا) زیادہ سخت کافر ہے۔

☆ مفتی محمد شفیع نے فتویٰ دیا (۱/ ۸۳) کہ روافض مرتد ہیں ان کا ذبیحہ حلال نہیں ہے اسی طرح فتاوی مظاہر العلوم (ص: ۲۸۷) اور تذکرۃ الابرار والاشرار (ص: ۲۳۵) اور ہدایۃ الاخیار (ص: ۱۰۰) میں ہے کہ جس نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا تو ذبح کرنے والا مشرک اور اس کا ذبیحہ مردار ہے اور اس کی بیوی اس سے علیحدہ کردی جائے۔ (طلاق دلائی جائے گی)

مولانا رشید احمد احسن الفتاوی (۷/ ۴۰۲) میں لکھتے ہیں: شیعہ قادیانی، ذکری، اور آغا خان اور پرویز کے پیروکار سب کے سب زندیق ہیں ان کا ذبیحہ حرام ہے۔

☆ صحیح رائے: متفق علیہ حدیث میں ہے۔((مَنْ بَدَّلَ دِینَهُ فَاقْتُلُوهُ)) ''کہ جس نے اپنا دین بدل دیا اسے قتل کردو۔'' جو شخص غیر اللہ کو پکارتا ہے۔ وہ اپنا دین بدلتا ہے۔ اس لحاظ سے تو وہ واجب القتل ہے تو اس کا ذبیحہ کیسے کھایا جاسکتا ہے؟ جیسا کہ سوال میں کہا گیا ہے کہ اس امت کے بارے میں باطل خیالات رکھنے والے یا شیعہ اور قادیانیت کے بارے میں سوال ہے تو یہ لوگ مرتد ہیں۔ ان کے لیے وہی احکام ہیں جو مرتدین عن الاسلام کے لیے ہوتے ہیں۔ ان کے لیے اہل کتاب کے احکام نہیں ہیں ان کے ذبیحے اور ان کی عورتوں کا وہ حکم نہیں جو اہل کتاب کے لیے ہے البتہ اسلامی حکومت ان کو اسلام کی طرف دعوت دے گی اگر وہ اپنے فاسد عقائد سے توبہ کریں تو صحیح ہے ورنہ مرتد سمجھ کر انہیں قتل کردیا جائے ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں انہیں دفن نہ کیا جائے۔

اس امت کو اہل کتاب نہ کہا جائے اس لیے کہ اللہ نے ان کو اپنی کتاب میں مسلمین کہا ہے۔

☆ مجلۃ البحوث الاسلامیہ (۸۴/۳۱) میں ہے کہ۔ مرتد کا ذبیحہ جائز نہیں اسی طرح دیگر کافروں کا سوائے اہل کتاب کے ذبیحہ جائز نہیں ہے۔ اگرچہ (مرتد) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہو اس لیے کہ یہ کلمہ اپنے کہنے والے کو اس صورت میں فائدہ نہیں دیتا جب کہنے والا ایسے کام کرتا ہو جو اسلام کے منافی ہیں اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ [1]

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مصنف میں اہل کتاب کے احکام لکھے ہیں۔ اس میں یہ مذکور نہیں کہ اس امت کو اہل کتاب کہا جا سکتا ہو۔

المغنی (۸۴/۱۰) میں ہے کہ مرتد کا ذبیحہ حرام ہے اگرچہ وہ مرتد ہو کر اہل کتاب بن گیا ہو۔ اسحاق کہتے ہیں۔ کہ اس کا ذبیحہ کھایا جائے گا۔

☆ ڈاکٹر عبدالقادر بن عبدالعزیز نے جامع (۵۶۳/۱) میں لکھا ہے۔ کہ جہاں تک ان لوگوں کی بات ہے۔ جن کے باری میں علم نہیں اور فی الوقت بحث بھی انہی سے متعلق ہے کہ اِن ممالک میں کہ جہاں ذبح کرنے والے کے بارے میں کچھ پتہ نہیں ہوتا جبکہ یہ احتمال رہتا ہے کہ وہ مرتد نہ ہو اس لیے کہ مرتد اپنے ارتداد کا اقرار کر چکے ہیں کہ ان ممالک میں جو ذبیحے ہوتے ہیں ان کے کھانے میں توقف کیا جائے۔ اور جو شخص گوشت خرید رہا ہے کیا اس پر لازم ہے کہ وہ ذبح کرنے والے کے بارے میں معلوم کرتا رہے جبکہ اکثر ذبح کرنے والے فروخت کنندہ نہیں ہوتے۔؟

جواب اس سوال کے جواب میں مسئلہ کی بنیاد یہ بنے گی کہ مرتد کا ذبیحہ حرام ہے؟ جبکہ صحیح مسلک یہی ہے۔ (کہ حرام ہے) امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر کافر

---

[1] شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی اور محمد عبدالرحمٰن المبارکپوری رحمۃ اللہ علیہم کے فتاویٰ سے ایک اقتباس جس میں شیخ نے وضاحت کی ہے کہ یہ مشرکین و مرتدین اہل کتاب کا حکم نہیں پا سکتے:

سوال چہ می فرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عمرو کہتا ہے کہ ذبیحہ اہل بدعت کا جن کی بدعت کفر کو پہنچ گئی ہو حلال ہے اور امامت نادرست ہے، اور نکاح ان کی عورتوں سے درست ہے ،قیاسا علی اہل الکتاب، پس حکم ان کا مانند حکم اہل کتاب کے ہے، نہ مانند اہل ارتداد کے اور زید کہتا ہے، کہ قول عمرو کا سراسر خطا ہے، بلکہ کفر ہے کیونکہ منکر ضروریات دین کا مرتد ہے، اور مرتد کو حکم اہل کتاب کا دینا سراسر انکار ہے ضروریات دین سے پس ان دونوں سے کون سا مصیب ہے؟

جواب زید مصیب ہے، اہل بدعت جن کی بدعت کفر کو پہنچتی ہے، کسی صورت سے اہل کتاب کا حکم نہیں پا سکتے بلکہ مرتد کہلائیں گے، اور ان کے ساتھ مرتدین کا سا معاملہ کیا جاوے گا۔ ((عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بدل دینہ فا قتلوہ رواہ البخاری وعنہ ایضا مرفوعا من خالف دینہ دین الا سلام ناضر بواعنقہ اخرجہ الطبرانی)) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے دین کو بدل دے اسے قتل کر دو، اور فرمایا جو دین اسلام سے پھر جائے اسے قتل کر دو (بخاری) منکر ضروریات اسلام و بتدع بہ بدعات مکفرہ کو اہل کتاب پر قیاس کرنا بالکل غلط اور بے اصل بات ہے نہ کسی نے سلف و خلف میں سے ایسا قیاس کیا اور نہ کوئی سمجھ دار کر سکتا ہے، اگر کتابی پر قیاس کیا بھی جاوے اور اس کو مثلا یہود اور نصاریٰ قرار دیا جاوے تو بھی وہ از روئے شریعت محمدیہ مرتد معدود ہو گا اور اس کا معاملہ مرتدین کا ہو گا جیسا کہ اوپر والی حدثیوں سے ظاہر ہوا۔ ((وعن معاذبن جبل فی رجل اسلم ثم تھود لا اجلس حتی یقتل قضاء اللہ ورسولہ فامربہ فقتل متفق علیہ ۔واللہ اعلم بالصواب)) ''معاذ بن جبل نے ایک آدمی کے متعلق کہا جو پہلے مسلمان تھا لیکن بعد میں یہودی ہو گیا کہ میں اس وقت تک نہ بیٹھوں گا جب تک اس کو قتل نہ لیا جائے گا پھر اس کے متعلق حکم دیا گیا، تو اسے قتل کر دیا گیا۔ (صحیح بخاری و مسلم) (سید محمد نذیر حسین)

ھوالموفق: یہ بات صحیح ہے جن مبتدعین مسلمانوں کی بدعت کفر کو پہنچی ہے، وہ اہل کتاب کا حکم نہیں پا سکتے، رہی یہ بات کہ وہ مرتد کہلائیں گے یا نہیں اور ان کے ساتھ مرتدین کا سا معاملہ کیا جاوے گا یا نہیں، سو اس میں تفصیل ہے وہ یہ کہ جو شخص ضروریات دین میں سے کسی ایسے امر کا انکار کرے جس کا ثبوت علی سبیل التواتر ہو، اور اس کے ثبوت میں علماء کا اختلاف نہ ہو، بلکہ اس کا ضروریات دین سے ہونا متفق علیہ ہو، تو ایسا شخص مرتد کھلاوے گا، اور اس کے ساتھ معاملہ مرتدین کا سا کیا جاوے گا اور جو مسلمان شخص ایسا نہ ہو وہ نہ مرتد کھلائے گا اور نہ اس کے ساتھ مرتدین کا سا معاملہ کیا جاوے گا۔ حافظ ابن حجر شرح نخبہ میں بدعت کی بحث میں جو اسباب جرح سے ایک سبب سے لکھتے ہیں۔ ''تحقیق یہ ہے کہ ہر ایسے شخص کی روایت رد نہ کی جائے گی جسے کوئی آدمی بدعتی یا کافر کہہ دے، کیونکہ ہر فرقہ اپنے مخالفین کو بدعتی کہتا ہے، تو اس طرح تو کوئی آدمی کفر اور بدعت کے فتویٰ سے نہ بچ سکے گا، ہاں جو ہر شخص کسی امر متواتر یا شریعت کے کسی ایسے حکم سے منکر ہو، جس کا اسلام سے ہونا یقینی ہو یا اس طرح کا عقیدہ رکھے، تو اس کی روایت مردود ہوگی اور جو اس طرح کا نہ ہو، اور اس کے ساتھ متقی اور پرہیز گار بھی ہو، تو اس کی روایت قبول ہوگی۔'' حافظ کے اس تفصیل مذکور کا ثبوت ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (کتبہ محمد عبد الرحمن المبارکفوری عفا اللہ عنہ) (فتاویٰ نذیریہ جلد سوم، ص: ۳۴۴،۳۴۳)

اللہ کا نام لے کر ذبح کرے تو اس کا ذبیحہ جائز مباح ہے اس کی حرمت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔(السیل الجرار ۴/۶۴) مگر شوکانی رحمہ اللہ کی بات غلط ہے اس لیے کہ دلیل موجود ہے جو کہ شیخ منصور البہوتی نے ذکر کی ہے وہ کہتے ہیں مرتد کا ذبیحہ جائز نہیں اگر چہ وہ مرتد ہو کر اہل کتاب بن گیا ہو اور نہ ہی مجوسی، بت پرست، زندیق، دروز، تیامنۃ، نصیریہ (شام میں یہ فرقے ہیں) کا ذبیحہ جائز ہے۔

اس لیے کہ اللہ کا فرمان ہے۔

﴿وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ﴾ (المائدة:٥)

''اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے''۔

اس کا مفہوم مخالف یہ بنتا ہے کہ دیگر کفار کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔(كشاف القناع:٦/٢٠٥)

اب اس بات کو مدنظر رکھ کر دیکھا جائے تو ان ممالک میں ذبیحے تین قسم کے ہوتے ہیں۔

① جب یہ معلوم ہو کہ جس نے جانور ذبح کیا ہے وہ مسلمان ہے بقیہ حالت کا پتہ نہیں (کہ بسم اللہ پڑھی یا نہیں) یا ذبح کرنے والا اہل کتاب یہودی یا عیسائی ہے۔تو یہ ذبیحہ حلال ہے۔

② یہ معلوم ہو کہ ذبح کرنے والا کافر مرتد ہے یا بت پرست ہے تو یہ ذبیحہ حرام ہے جیسا کہ مردار حرام ہوتا ہے۔

③ جب ذبح کرنے والے کی حالت کا پتہ نہ ہو تو یہ ہے اصل سوال اگر صورت حال دارالاسلام میں ہو تو علماء کا اتفاق ہے۔اس بات پر کہ بازاروں میں موجود گوشت خریدنا اس کا سوال کیے بغیر جائز ہے۔جبکہ اصول یہ ہے کہ گوشت کے بارے میں احتیاط ضروری ہے۔(جامع العلوم والحکم لابن رجب ص۶۰) البتہ یہ بات مدنظر رکھنی چاہیے کہ مسلمان کبھی بھی اپنے بازاروں میں حرام چیز کی خرید وفروخت کی اجازت نہیں دیتے ان کی یہ حالت یا طرز عمل صحیح شمار ہوگا ایسے میں یہ ظاہری عمل (کہ مسلمان اپنے بازاروں میں حرام کی خرید وفروخت نہیں کرتے) اصول پر مقدم رکھا جائے گا (اصول یہ ہے کہ گوشت کے معاملے میں احتیاط کی جائے) یہی وجہ ہے کہ علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے دارالاسلام (اسلامی ملک) میں گوشت کی حلت کے بارے میں سوال کیئے بغیر خرید وفروخت جائز ہے۔

(الاعلام:٢/٢٥٥)

☆ شیخ منصور البھوتی شرح الاقناع میں کہتے ہیں کہ ذبح کر کے کسی جگہ ڈالا ہوا جانور حلال ہے کہ اس علاقے کے اکثر لوگ ذبح کرنے والے ہوں اگر چہ ذبح کرنے والے کے بارے میں معلوم نہ ہو اس لیے کہ ذبح کے وقت موجود رہنا ممکن نہیں عمل اسی پر ہے۔(کشاف القناع:۶/۲۱۲) (یعنی اگر کوئی علاقہ ایسا ہو کہ جہاں کے باشندے جانور ذبح کرتے ہوں اگر وہاں بہت سارے جانور ذبح کیے جائیں جیسے کہ میلے میں ہوتا ہے تو وہ حلال ہے۔اس لیے کہ اتنے جانوروں کو ذبح کرنے والوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ممکن نہیں ہوتا اسی پر عمل مسلم ممالک میں ہو رہا ہے اس حُسن ظن کے ساتھ ذبح کرنے والے مسلمان ہی ہوں گے)۔اور جن ممالک یا شہروں کے بارے میں ہم گفتگو کر رہے ہیں جہاں ذبح کرنے والے کچھ مرتد لوگ بھی ہو سکتے ہیں تو ایسے ممالک یا شہروں میں قوت شبہ وضعف شبہ پر دارو مدار ہوگا۔اگر کسی جگہ مرتدوں کی کثرت ہوگی تو نامعلوم ذبیحے کے بارے میں شبہ قوی ہوگا (یعنی یہ خیال قوی ہوگا کہ ذبح کرنے والا مرتد ہے) لہٰذا احتیاط کو مقدم رکھا جائے گا اور ایسے میں گوشت نہیں خریدا جائے گا۔اور اگر مرتد قلیل تعداد میں ہوں کہ شبہ کو کمزور کرتے ہوں تو ایسے میں گوشت خریدنا جائز ہوگا اس لیے کہ اس طرح کی جگہوں میں حلال ذبیحوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی ہے کسی مرتد کا ذبیحہ بے شمار حلال ذبیحوں کے ساتھ مل گیا تو ممکن ہے مگر اکثریت حلال کی ہوتی ہے۔

☆ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب حرام اتنے حلال میں مل جائے کہ جو لا تعداد ہو جیسا کہ کسی کی بہن پورے شہر کی آبادی میں۔یا جیسے مردار یا غصب شدہ کسی شہر کے ساتھ تو یہ اختلاط پورے شہر کے حلال کو حرام نہیں کرتا۔یہ اختلاط ایسا نہیں ہوتا کہ بہن کسی اجنبی عورت سے یا پاک ذبح شدہ جانور مردار سے (یعنی ایک کا ایک سے اختلاط اور چیز ہے اور ایک کا بے شمار سے اختلاط اور چیز ہے) اس طرح (قلیل کا کثیر میں اختلاط) مجہول الحال ذبیحوں کو حرام نہیں کرتا۔

(مجموع الفتاوىٰ:٢١/٥٣٢)

نیز فرماتے ہیں: حرام کا حلال سے اختلاط دو قسم کا ہوتا ہے۔

❶ ایک چیز حرام عین ہو جیسے مردار اور رضاعی بہن، ایسی حرام اگر اتنے بے شمار حلال اشیاء سے مل جائے کہ جن کا شمار ناممکن ہے تو پھر یہ حرام نہیں رہتا مثلاً یہ معلوم

ہو جائے کہ فلاں شہر میں فلاں آدمی کی رضاعی بہن ہے مگر یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کون سی ہے یا یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں فلاں شہر میں ایک آدمی ہے جو مردہ جانور کا گوشت بیچتا ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ وہ کون سا آدمی ہے تو اس طرح نہ تو اس شہر کی عورتیں حرام قرار پاتی ہیں نہ ہی اس شہر میں گوشت خریدنا حرام ہوتا ہے۔

❷ اگر ایک اجنبی لڑکی ہو اور اس کے بارے میں شک ہو کہ یہ رضاعی بہن ہو سکتی ہے تو اس سے نکاح حرام ہوگا۔ اس طرح اگر ایک مردہ جانور ہو اور اس کے بارے میں شبہ ہو کہ شاید یہ مردار ہو تو پھر اس کا کھانا حرام ہے۔ (مجموع الفتاویٰ:۲۹/۲۷۶)

(شبہ کا مطلب ہے کہ محدود تعداد کے ساتھ اختلاط و اشتباہ ہو تو شبہ قوی ہوتا ہے اور حرمت کو مقدم رکھا جاتا ہے) یہ اصول کہ اختلاط اگر کثیر سے ہو تو حرمت نہیں ہوتی اور اگر محدود ہو تو اسے بہت سے بڑے بڑے علماء نے بھی اپنایا ہے جیسا کہ المغنی مع الشرح الکبیر (۱/۵۱) الانصاف علاؤالدین المرداوی کی (۱/۸۷) بدائع الفوائد ابن قیم رحمہ اللہ (۳/۲۵۸) القواعد ابن رجب الحنبلی (ص:۲۴۱) رسالۃ کشف الشبہات عن المشتبہات شوکانی (ص:۱۶) وغیرہ میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

☆ لہٰذا ان ممالک اور شہروں میں رہنے والوں پر لازم ہے کہ گوشت ذبح کرنے والے اس آدمی سے خریدیں جس کی دینداری کے بارے میں اعتماد اور بھروسہ ہو۔ اگر ذبح کرنے والے کے بارے میں معلوم نہ ہو تو جس دوکاندار سے گوشت خرید رہے ہیں اس سے معلوم کر لیا کریں کہ ذبح کرنے والے کی دینی کیا کیفیت و حالت ہے؟ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو پہلے بیان کردہ اصولوں پر عمل کیا جائے گا حرام و حلال کا ایسا اختلاط کہ جس میں پہچان ممکن نہیں ہوتی ایسی تحقیق کرنی چاہیے ورنہ صرف کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لینا کافی نہیں ہوگا۔ جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے کہ اللہ کا نام لو اور کھاؤ یہ اس موقع کے لیے ہے۔ کہ جب ذبح کرنے والا مسلمان ہو مگر یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھی ہے یا نہیں؟ یہ حدیث اس جگہ کام نہیں آ سکتی جہاں ذبح کرنے والے کے دین کا ہی پتہ نہ ہو۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: کچھ لوگوں نے رسول ﷺ سے کہا کہ بعض لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں مگر ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے (ذبح کرتے وقت) اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر بسم اللہ پڑھو اور کھاؤ۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ یہ (پوچھنے والے لوگ) نئے نئے کفر سے مسلمان ہوئے تھے۔ (بخاری:۵۵۰۷) چونکہ لوگ نئے نئے اسلام میں داخل ہو رہے تھے اس لیے انہیں بعض دفعہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہنا واجب ہے۔ (مجموع الفتاوی ابن تیمیہ رحمہ اللہ:۳۵/۲۴۰) میں تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔

مسلمانوں میں نا معلوم ذبیحوں کے کھانے کا مسئلہ وجۂ نزاع و اختلاف نہیں ہونا چاہیے اس لیے کہ یہ اجتہادی مسئلہ ہے ایک شخص کی رائے میں شبہ قوی ہوتا ہے تو وہ ایسا ذبیحہ نہیں کھاتا جبکہ دوسرے کی رائے اس سے مختلف ہوتی ہے وہ کھانے میں حرج نہیں سمجھتا۔ یہ معاملہ چونکہ مختلف احتمالات و امکانات کا حامل ہوتا ہے لہٰذا ایسے امکانات و احتمالات والے مسئلے میں کسی کو غلط نہیں کہہ سکتے۔ صریح اور واضح چیز ہو تو اس میں غلطی پر جو شخص ہوتا ہے اسے غلط کہا جاتا ہے مثلاً اگر ایک شخص واضح طور پر (شرک کرتا ہے تو وہ) مرتد ہے۔ اور اس کا ذبیحہ کوئی کھاتا ہے تو اسے مردار کھانے والا ہی کہا جائے گا۔

اتنی تفصیل ہم نے اپنے اس قول کی کی ہے جس میں ہم نے کہا تھا کہ کسی مجہول الحال کے بارے میں تحقیق اس وقت کی جاتی ہے جب اس کی ضرورت ہو۔

☆ صحیح رائے یہ ہے کہ: ایسے آدمی پر حکم ظاہری حالت کے لحاظ سے لگایا جائے گا اور اگر ایسے آدمی کی حالت کے بارے میں معلومات کسی بھی طرح فراہم نہ ہو سکیں تو اس پر حکم اس شہر کے باشندوں کی حالت کو مدنظر رکھ کر لگایا جائے گا۔ اس کی تفصیل گزر چکی ہے کہ کسی بھی چیز کو دوسرے کے ساتھ ملانے کا حکم اس وقت لگتا ہے جب اس کی حالت کا اظہار ممکن نہ رہے جیسا کہ گم شدہ چیز کا مل جانا یا نا معلوم مردہ جانور کہ جس میں کوئی اختلاف نہیں۔ ان کے علاوہ حکم ظاہر پر لگے گا۔ جیسا کہ کسی کے دین کے بارے میں معلوم نہ ہو تو اس کے اقرار کو تسلیم کیا جائے گا۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے ایک لڑکی کے اقرار کو کافی سمجھا اسی طرح قاضی بھی گواہوں کی گواہی پر اعتبار کرتا ہے اس کے لیے کوئی متعین اصول نہیں ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یہ ساری تفصیلات یا قواعد و احکام ان لوگوں کے بارے میں ہیں جن کے اسلام یا کفر کا پتہ نہیں ہوتا یہ ان ممالک میں رہنے والوں کی تیسری قسم ہے جن میں کہ کافر حکمرانوں کی حکومت ہے اور کفر کے مطابق حکومت کر رہے ہیں ان حکمرانوں سے پہلے یہ اسلامی ملک تھے اور اب بھی ان میں کثیر تعداد میں مسلمان رہتے چلے آ رہے ہیں۔ یہ تفصیلات دراصل اس اشکال کے ازالے کے لئے تھیں جو عبدالمجید شاذلی کے کلام سے پیدا ہوا تھا انہوں نے احکام کو عام بیان کیا تھا اور احکام ایمان، احکام کفر، احکام القتال میں فرق واضح نہیں کیا تھا کفر و ایمان کے احکام ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

سوال ایک شخص امریکیوں اور یورپین کے ذبیحے کا گوشت بلا تحقیق کھاتا ہے اور کہتا ہے اللہ نے ان کا ذبیحہ مطلق حلال قرار دیا ہے لہٰذا تحقیق کی ضرورت نہیں ہے کیا اس آدمی کی بات صحیح ہے؟

جواب اس مسئلے کو سمجھنے کے لیے چند باتوں کی وضاحت ضروری ہے۔

❶ اہل کتاب کے علاوہ دیگر کفار کے ذبیحے کے بارے میں معلومات۔

❷ اہل کتاب کون ہیں؟

❸ کیا ان کے ذبیحے کھانے کے لیے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ انہوں نے ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں؟

جہاں تک پہلے مسئلے کا تعلق ہے کہ غیر اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟ تو اس بارے میں علماء کی دو رائے ہیں۔

☆ جمہور علماء کی رائے ہے بلکہ بعض نے تو علماء کا اجماع قرار دیا ہے۔ اس بات پر کہ مسلمانوں (یعنی موحدین) اور اہل کتاب کے علاوہ دیگر مذاہب والوں کا ذبیحہ جائز نہیں۔

ان کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

① اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ﴾ (المائدة:٥)

''جنہیں کتاب دی گئی ہے ان کا کھانا تمہارے لئے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے''

طعام سے مراد یہاں ذبیحہ ہے۔ جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے ہے اور ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ علماء کی متفقہ رائے ہے (کہ آیت میں طعام سے مراد ذبیحہ ہے) آیت کریمہ میں چونکہ اہل کتاب کا ذکر ہے لہٰذا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اہل کتاب کے علاوہ دیگر کفار کا ذبیحہ حرام ہے۔ یہ مفہوم صفت ہے دوسری بات یہ ہے کہ قرآن نے غیر اہل کتاب اور غیر مسلموں کے ذبیحے کے ذکر سے خاموشی اختیار کی ہے ان دونوں کے ذبیحوں کا خصوصیت سے ذکر کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے علاوہ ذبیحے حرام ہیں۔ جب بیان کی ضرورت ہو اور بیان نہ کیا جائے تو سکوت ہی کو بیان سمجھا جاتا ہے اگر دونوں کے علاوہ بھی کوئی ذبیحہ حلال ہوتا تو اہل کتاب کے ذبیحے کے ذکر کی ضرورت نہ ہوتی۔ جبکہ قرآن بلا فائدہ باتوں سے پاک ہے۔

② سعید بن منصور نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہتے ہیں۔ سوائے مسلمانوں (یعنی موحدین) اور اہل کتاب کے کسی اور کا ذبیحہ مت کھاؤ۔

(كشاف القناع:٦/٢٠٥)

③ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ اگر ایک آدمی (مسلمان) ذبح کرتے وقت بسم اللہ بھول جائے تو؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ ذبیحہ کھایا جائے گا۔ سوال ہوا اگر مجوسی بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرے؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا۔ (حاكم:٤/٢٣٣)

④ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجوسی کے کتے یا تیر کا شکار مت کھاؤ (مصنف عبدالرزاق:۴/۴۶۹) عطاء کا بھی یہی قول ہے۔ (دارقطني:٤/٢٩٤)

⑤ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ تم ایسے علاقے میں آ گئے ہو جہاں مسلمان قصاب نہیں ہیں۔ بلکہ نبطی یا مجوسی ہیں۔ لہٰذا جب گوشت خریدو تو معلوم کیا کرو اگر وہ یہودی یا نصرانی کا ذبح کیا ہوا ہو تو کھاؤ ان کا ذبیحہ اور کھانا تمہارے لئے حلال ہے۔ (مصنف عبدالرزاق:٤/٤٨٧)

⑥ مجوسی کے ذبیحے کی حرمت پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتفاق اجماع کے قریب ہے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی ہے۔

(الذخائر العظام:١/١٠٣ ـ عبدالله العزام)

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ مجوس کا ذبیحہ جمہور سلف وخلف کے نزدیک حرام ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع تھا۔

(مجموع الفتاوى:١/١٠٣)

⑦ حسن بن محمد کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجر کے مجوس کو خط لکھا جس میں انہیں اسلام کی دعوت دی گئی تھی اس میں لکھا تھا۔ جو اسلام لائے گا اس کا اسلام قبول کیا جائے گا جس نے انکار کیا ان پر جزیہ لگایا جائے گا ان کا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا ان کی خواتین سے نکاح نہیں کیا جائے گا (بیہقی کہتے ہیں: یہ مرسل روایت ہے مگر اکثر مسلمانوں کا اجماع اس کی تائید کرتا ہے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو آتا ہے کہ انہوں نے مجوسی عورت سے نکاح کیا تھا وہ غلط ہے۔

(البهيقي :٩/١٩٢، راجع الارواء:٥/٩٠)

⑧ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔حدیث میں آتا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجوس کے بارے میں) فرمایا ان کے ساتھ اہل کتاب کا سا سلوک کرو سوائے ان کی عورتوں سے نکاح کے اور ان کے ذبیحے کھانے سے مرسل روایت ہے۔(مجموع الفتاوی:۳۲/۱۸۷)

اسی طرح مجموع الفتاویٰ (۲۱/۱۰۳) میں لکھتے ہیں۔جمہور سلف وخلف کے نزدیک مجوس کے ذبیحے حرام ہیں۔کہا جاتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع ہے۔

فرماتے ہیں مرسل روایت احناف اور مالکیہ کے نزدیک حجت ہے۔امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت یہی ہے دوسرا قول ان کا یہ مروی ہے کہ مرسل روایت کی تائید اگر قرآن سے یا جمہور علماء سے ہوتی ہو تو وہ حجت ہے، یا ایک اور روایت بھی مرسل (اس کی تائید میں) ہو یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔لہٰذا یہ مرسل روایت باتفاق علماء حجت ہے اس مخصوص مسئلہ کے لیے یہ نص ہے۔

(مجموع الفتاوی:۳۲/۱۸۷)

صحیح رائے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ ان مجوس کے ساتھ اہل کتاب کا سا برتاؤ کرو یہ حسن بن محمد کی روایت میں نہیں ہے بلکہ ((جعفر بن محمد بن علي عن ابيه)) کی روایت ہے اس کی سند ضعیف ہے موطا (۱/۲۷۸) میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا ہے۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی (۱۱۸۲) بیہقی (۹/۱۸۹)، ابن ابی شیبہ (۲/۲۲۷) المجمع میں اس کا ضعیف شاہد بھی ہے۔جیسا کہ الارواء (۵/۸۸) میں ہے۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر (۳/۸۰) میں لکھتے ہیں کہ ان الفاظ سے یہ روایت ثابت نہیں۔مطلب یہ ہے کہ یہی روایت دوسرے الفاظ کے ساتھ صحیح ہے یعنی بخاری باب الجزیہ اور مسند احمد (۱/۱۹۰) اور ابوداؤد (۳۰۴۳) وغیرہ میں ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مجوس سے جزیہ نہیں لیتے تھے یہاں تک عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجر کے مجوس سے جزیہ لیتے تھے میں کہتا ہوں: اس حدیث میں ذبیحہ اور نکاح کا ذکر نہیں ہے۔

دوسرے علماء کی رائے: کچھ دوسرے علماء کہتے ہیں کہ حرام کا تعلق ذبح کرنے والے کی ذات سے نہیں ہوتا بلکہ بسم اللہ ذکر کرنے یا غیر اللہ کے نام لینے سے تعلق ہے جو شخص بھی ذبح کرتے وقت بسم اللہ چھوڑ دے گا چاہے مسلمان ہو۔اہل کتاب ہو یا بت پرست تو اس کا ذبیحہ حرام ہے۔اور جو شخص اللہ کا نام لے کر ذبح کرتا ہے چاہے مسلمان ہو۔اہل کتاب یا بت پرست اس کا ذبیحہ حلال ہے اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ان لوگوں کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

❶ کفار اور مشرکین کے ذبیحے (کھانے) کی ممانعت میں کوئی صحیح مرفوع حدیث نہیں ہے اگر ہوتی تو ہم تک ضرور پہنچتی جب ایسی کوئی روایت نہیں تو پھر یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے ذبیحے کھانا جائز ہے اس لیے اصول ہے کہ (جب تک ممانعت نہ آئے) اشیاء حلال اور پاک شمار ہوں گی۔اب اس اصول کو چھوڑنے کے لیے صحیح روایت چاہیے جبکہ ایسی کوئی روایت موجود نہیں ہے۔ابن محمود کی یہی رائے ہے۔(الذخائر العظام:۱/)

میری معلومات کے مطابق صدیق حسن خان نے بھی الروضہ میں یہی لکھا ہے۔

❷ صحابہ رضی اللہ عنہم نے مجوس کا بنایا ہوا پنیر کھایا تھا۔اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے گھی پنیر اور جنگلی گدھے کے بارے میں سوال ہوا تو انہوں نے کہا کہ حلال وہ ہے جسے اللہ نے حلال قرار دیا ہے اور حرام وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حرام قرار دیا ہے اور جس چیز سے خاموشی اختیار کی گئی ہے وہ معاف شدہ میں شمار ہے۔ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے۔جبکہ سوال یہاں مسلمانوں اور اہل کتاب کے بنائے ہوئے پنیر کا نہیں ہے بلکہ مجوس کے بنائے ہوئے پنیر کا تھا اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ عراق کے والی تھے اور مجوس وہیں تھے حجاز میں نہیں تھے۔(مجموع الفتاوی:۲۱/۱۰۳۸)

❸ صدیق حسن خان نے الروضہ "الندیہ" (۲/۱۹۳) میں جو کچھ لکھا ہے۔خلاصہ اس کا یہ ہے کہ مسلمانوں کے ذبیحے حلال ہیں اگرچہ ان کے طریقے اور مذہب مختلف ہی ہوں اس لیے کہ اللہ نے ہمیں اس ذبیحے سے منع کیا ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اللہ کا فرمان ہے۔﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ﴾ "جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو وہ کھاؤ" (الانعام:۱۱۸) اور فرمایا ہے: ﴿وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ﴾ "تمہیں کیا ہو گیا کہ اس میں سے نہیں کھاتے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو"۔(الانعام:۱۱۹) حدیث میں ہے جس سے خون بہایا جائے اور اللہ کا نام لیا جائے تو اسے کھاؤ۔یہ اس بات کے دلائل ہیں کہ جس نے بھی اللہ کا نام لے کر ذبح کیا اس کا ذبیحہ حلال ہے۔چاہے ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا کافر جب یہ سب واضح ہو گیا تو اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ ذبح کرنے والے کے لیے مسلمان ہونے کی شرط لگاتے ہیں انہیں اپنی بات پر دلیل پیش کرنی چاہیے۔

❹ رسول ﷺ نے منافقین کے ذبیحوں سے منع نہیں کیا ہے بلکہ آپ ان کی ظاہری حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ان کے ساتھ تمام معاملات میں مسلمانوں جیسا رویہ رکھتے تھے۔

پھر فرماتے ہیں: اجماع کا دعویٰ تسلیم نہیں کیا جا سکتا اگر صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر اس کا فر کے ذبیحہ پر بھی اس کا محل ہوگا۔ جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرتا ہے۔

❺ آپ لوگوں نے غیر اہل کتاب کے ذبیحوں کی حرمت پر مجوس کے ذبیحوں کو بھی محمول کیا ہے جبکہ محمد بن حزم رحمہ اللہ المحلیٰ (۱۴۳/۶) میں لکھتے ہیں: مسئلہ جسے یہودی نصرانی یا مجوسی نے نحر کیا ہو مرد نے یا عورت نے تو وہ ذبیحہ اور اس کی چربی ہمارے لیے حلال ہے۔ جب وہ نحر کرتے وقت اللہ کا نام ذکر کر چکے ہوں۔ پھر فرماتے ہیں ہم نے کتاب الجہاد میں ذکر کر دیا ہے کہ مجوس اہل کتاب ہیں ان کا حکم اہل کتاب کا حکم ہے۔

مزید لکھتے ہیں: (۴۱۳/۵) کسی کافر سے صرف اسلام قبول کیا جائے گا یا اس کے خلاف تلوار استعمال ہوگی سوائے عورتوں اور اہل کتاب کے اہل کتاب سے مراد یہودی، نصرانی اور مجوس ہیں۔اس لیے رسول ﷺ سے صحیح روایت سے ثابت ہے۔ کہ آپ ﷺ نے ان سے جزیہ لیا ہے۔ابن حزم رحمہ اللہ کی باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مجوس اہل کتاب ہیں مگر صحیح بات یہ ہے کہ مجوس اہل کتاب نہیں ہیں۔اکثر مسلمانوں کی یہی رائے ہے۔''ان تمام باتوں کی ہم نے مختلف مقام پر وضاحت کر دی ہے''

ابن حزم رحمہ اللہ نے اس پر کوئی قوی دلیل پیش نہیں کی ہے کہ مجوس اہل کتاب ہیں۔لہٰذا پہلا قول صحیح ہے۔(کہ مجوس اہل کتاب نہیں)

غیر اللہ کے پجاریوں کا ذبیحہ اور ابن قیم رحمہ اللہ کا تبصرہ:

ابن قیم رحمہ اللہ اعلام الموقعین (۱۷۲/۲) میں لکھتے ہیں: غیر اہل کتاب کا ذبیحہ مردار کی طرح ہے پھر فرماتے ہیں مجوس، مرتد، بسم اللہ ترک کرنے والے اور غیر اللہ کے لئے ذبح کرنے والے کا جو ذبیحہ ہے تو ان لوگوں کے ذبح کرنے کی وجہ سے ذبح شدہ جانور بھی ناپاک ہوا جس کی وجہ سے وہ حرام ہوا اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ذبح کرنے والے نے بت، ستارہ یا جن کا نام ذکر کیا ہو جس کی وجہ سے ذبیحہ ناپاک ہو گیا ہو، جبکہ صرف ایک اللہ کے نام لینے سے ذبیحہ پاک ہو جاتا ہے۔(ہم نے تو علم کے حقائق ایمان کی حقیقت اور شریعت کے اسرار سے یہی سمجھا ہے) اور جس جانور پر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہ لیا جائے اسے اللہ نے فسق قرار دیا ہے اور وہ ناپاک ہوتا ہے۔اللہ کا نام ذبیحے کو پاک کرتا ہے ذبح کرنے والے اور ذبح ہونے والے دونوں سے شیطان کو دور کر دیتا ہے۔ جب اللہ کا نام چھوڑ دیا جائے تو ذبح کرنے والے اور ذبح ہونے والے دونوں کے ساتھ مل جاتا ہے ان کے خون میں شامل ہو جاتا ہے۔ جب ذبح کرنے والا اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان خون کے ساتھ ہی مذبوح کے جسم سے نکل جاتا ہے اور اس طرح ذبیحہ پاک ہو جاتا ہے۔اور اگر اللہ کا نام نہ لیا جائے تو ذبیحہ میں سے ناپاکی نہیں نکلتی۔اور اگر ذبح کرتے وقت اللہ کے دشمن شیطان کا نام لیا جائے یا بت کا تو اس سے ذبیحہ میں مزید ناپاکی وخباثت آ جاتی ہے۔ **دراصل ذبیحہ عبادت کے قائم مقام ہے اسی لیے اللہ نے ان دونوں کو ایک ساتھ ذکر کیا ہے۔** ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ ''اپنے رب کے لیے نماز پڑھئے اور ذبح کیجئے۔''(الکوثر:۲) ﴿إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ﴾ ''میری نماز میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے۔''(الانعام:۱۶۳) دیگر آیات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں یہ بات تو ہم اس ذبیحہ کے بارے میں کر رہے تھے جس پر اللہ نام لیا گیا ہو اور جس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے یا اسے کوئی اللہ کا دشمن مشرک ذبح کرے تو یہ زیادہ لائق ہے کہ اسے حرام قرار دیا جائے۔ذبح کرنے والے کا ناپاک (مشرک) ہونا۔اس کا ارادہ۔اس کا عمل مذبوحہ میں اثر کرتا ہے جس طرح کہ نکاح کی خرابی یا اس کا ارادہ منکوحہ پر اثر انداز ہوتا ہے۔ان باتوں کی تصدیق ہر وہ شخص کرے گا جس کے سینے میں شریعت کا نور روشن ہو اور جس کے دل میں شریعت کی تازگی ہو شریعت کی روحانی وجسمانی مصلحتیں اس کے مدنظر ہوں اس نے شریعت صاف شفاف نبوی دریچے سے حاصل کی ہو۔اللہ کے اسماء وصفات کے بارے میں تاویلات فاسدہ سے محفوظ رہا ہو۔ میں کہتا ہوں اس بات کی تائید رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: جو چیز تمہیں شک میں ڈالتی ہو اسے چھوڑ کر یقینی کو اپناؤ سچائی اطمئنان اور جھوٹ شک کا باعث ہے۔(ابن قیم رحمہ اللہ اعلام الموقعین (۱۷۲/۲)

دوسرا مسئلہ: اہل کتاب کون ہیں؟

ابن حزم رحمہ اللہ کا قول گزر چکا ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ اہل کتاب یہود ونصاریٰ اور مجوس ہیں اور فرماتے ہیں کہ ان کے علاوہ دیگر (غیر مسلموں) کا ذبیحہ حلال

نہیں ہے جبکہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بہت تفصیل سے لکھا ہے کہ مجوس اہل کتاب نہیں ہیں۔(مجموع الفتاوی:۳۲/ ۱۹۰)

صحیح رائے: ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے صحیح ہے اس لیے کہ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے وضاحت کی ہے کہ مجوس اہل کتاب نہیں ہیں۔المغنی (۱۰/۸۴) میں ہے کہ مرتد کا ذبیحہ حرام ہے اگر چہ وہ مرتد ہو کر اہل کتاب کا دین اختیار کر چکا ہو۔امام شافعی مالک رحمہ اللہ اور اصحاب الرائے کا بھی یہی قول ہے۔اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں اگر مرتد ہونے والے نے اہل کتاب کا مذہب اختیار کرلیا ہو تو اس کا ذبیحہ حلال ہے امام اوزاعی رحمہ اللہ سے بھی یہی مروی ہے۔اس لیے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا جو کسی قوم کی طرف مل گیا وہ انہی میں سے ہے۔جبکہ ہم کہتے ہیں کہ وہ کافر ہے وہ اپنے دین پر قائم نہ رہا تو اس کا ذبیحہ حلال نہیں جیسا کہ بت پرست کا ذبیحہ حلال نہیں اور چونکہ اس لیے کہ اہل کتاب کے احکام بھی ثابت نہیں اگر چہ وہ ان کا دین اپنائے۔اس کے لئے جزیہ کا حکم نہیں مرتد عورت سے نکاح جائز نہیں۔جہاں تک علی رضی اللہ عنہ کے قول کا تعلق ہے کہ وہ انہی میں سے ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ تمام احکام میں انہی جیسا ہے۔لہٰذا ثابت ہوا کہ مرتد اہل کتاب میں سے نہیں اگر چہ ان کا دین اپنائے۔

امام نووی رحمہ اللہ المجموع (۹/۸۷) میں فرماتے ہے: اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے۔اگر چہ وہ اس پر اللہ کا نام لیں یا نہ لیں۔اس لیے کہ قرآن نے اسے حلال قرار دیا ہے یہی ہمارا اور جمہور کا مذہب ہے ابن المنذر رحمہ اللہ نے علی رضی اللہ عنہ، نخعی، احمد اور اسحاق، حماد بن سلیمان، ابوحنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ کی بھی یہی رائے نقل کی ہے۔اگر اہل کتاب میں سے کوئی شخص بت وغیرہ کے لیے ذبح کرے تو وہ ذبیحہ حلال نہ ہوگا۔

ابن المنذر راور ابن عطاء رحمہما اللہ کہتے ہیں: اگر کسی نصرانی نے عیسیٰ علیہ السلام کا نام لے کر ذبح کیا تو اسے کھاؤ اس لیے کہ اللہ کو معلوم تھا کہ وہ ایسا کرے گا (پھر بھی اللہ نے ان کا ذبیحہ حلال قرار دیا ہے) مجاہد و مکحول رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ابوثور رحمہ اللہ کہتے ہیں اگر وہ (اہل کتاب) اللہ کا نام لیں تو کھاؤ اور اگر نہ لیں تو مت کھاؤ یہی رائے ابن عمر، علی رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے۔ابن المنذر رحمہ اللہ کہتے ہیں۔علماء نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ اگر اہل کتاب اپنے معبد و کلیسا میں ذبح کریں تو اسے کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اس کے کھانے کی اجازت کچھ علماء نے دی ہے جن میں ابوالدرداء، ابوامامہ، عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہم، قاسم بن مخیمرۃ، حمزہ بن حبیب، ابومسلم الخولانی، عمر بن الاسود، مکحول، جبیر بن نفیر اور لیث بن سعد رحمہم اللہ شامل ہیں۔جبکہ میمون بن مہران، حماد، نخعی، مالک، ثوری، لیث، ابوحنیفہ، اسحاق اور جمہور علماء نے اسے مکروہ جانا ہے ناپسند کیا ہے۔ہمارا بھی یہی مذہب ہے کہ یہ حرام ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا: ایسا ذبیحہ مت کھاؤ۔امام قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: نصاری بنی تغلب یا دیگر ایسے لوگ جو یہودیت میں داخل ہو گئے تھے۔جناب علی رضی اللہ عنہ ان کے ذبیحے کھانے سے منع کرتے تھے فرماتے تھے: کہ ان لوگوں نے ان کے دین میں سے کچھ بھی نہیں اپنایا سوائے شراب پینے کے۔امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔امت کے جمہور علماء کہتے ہیں ہر نصرانی کا ذبیحہ حلال ہے چاہے وہ بنی تغلب ہو یا کوئی اور اسی طرح یہودی کا ذبیحہ بھی حلال ہے جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت سے استدلال کیا ہے۔

﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ (المائدة:۵۱)

''تم میں سے جس نے بھی ان سے دوستی کی وہ انہی میں سے ہے''۔

ابن العربی رحمہ اللہ احکام القرآن (۲/۵۵۲) میں کہتے ہیں: میں نے اپنے شیخ ابوالفتح المقدسی رحمہ اللہ کو کہا کہ یہ (اہل کتاب) تو غیر اللہ کو یاد کرتے ہیں تو شیخ نے کہا وہ اپنے آباءواجداد سے ہیں اور انہی کے پیرو ہیں اور اللہ جانتا ہے ان کی یہ حالت۔

امام ابوحیان البحر المحیط رحمہ اللہ (۳/۲۳۱) میں لکھتے ہیں: بظاہر تو حکم یہی ہے کہ ان (اہل کتاب) کا کھانا حلال ہے چاہے اس پر (ذبح کرتے وقت) اللہ کا نام لیں یا کسی اور پھر ابوحیان رحمہ اللہ نے عطاء رحمہ اللہ کے اقوال ذکر کیے۔تفسیر مظہری (۳/۳۹) میں ہے۔اگر کوئی یہودی عزیر علیہ السلام کے نام پر یا نصرانی عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر ذبح کرے تو ہمارے (احناف) کے نزدیک اس کا کھانا حلال نہیں الکفایہ میں لکھا ہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ اس وقت تک حلال ہے جب وہ ذبح کرتے وقت عزیر و عیسیٰ علیہم السلام کا نام نہ لیں۔اور اگر ان دونوں میں سے کسی کا نام لے کر ذبح کیا تو حلال نہیں ہوگا جیسا کہ کوئی مسلمان اگر ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لے۔(تو وہ ذبیحہ بھی حلال نہیں)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللهِ ﴾ (اور وہ بھی حرام ہے) ''جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو'' لہٰذا اہل کتاب کو مسلمان پر اس بارے میں کوئی امتیاز

حاصل نہیں۔

یہاں دراصل دو آیتیں ہیں ایک ہے۔

﴿وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُم﴾

(اہل کتاب کا کھانا (ذبیحہ) تمہارے لئے حلال ہے۔(المائدۃ:۵)

دوسری آیت ہے۔﴿وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّالَمْ يُذْكَرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ﴾ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو وہ مت کھاؤ۔ پہلی آیت عام ہے۔ جس نے اس کے عموم کا لحاظ کیا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں۔ کہ اہل کتاب کا ذبیحہ کھانا حلال ہے چاہے۔ اللہ کے نام پر ذبح کریں یا غیر اللہ کے نام پر یا کسی کا بھی نام نہ لیں اور جو علماء کہتے ہیں کہ اس آیت کے عموم میں دوسری آیت نے تخصیص پیدا کر دی ہے اور ایک اور آیت کو بھی مدنظر رکھا ہے: ﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الخنْزِيرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ ''تم پر حرام ہے مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور جس پر غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کریں تو (وہ حلال نہیں)۔''

صحیح رائے یہ ہے کہ: دوسری رائے زیادہ بہتر ہے اس لیے کہ مسلمان اہل کتاب سے زیادہ بہتر ہے اور اگر وہ غیر اللہ کے نام پر یا جان بوجھ کر اللہ کا نام لیے بغیر ذبح کرتا ہے تو اس کا ذبیحہ مردار کے حکم میں ہے۔ تو پھر اہل کتاب جو کہ مسلم سے کم درجہ ہے اس کا ذبیحہ بھی حلال نہیں اگر وہ یہی کام کرتا ہے جس کی بنا پر مسلم کا ذبیحہ مردار قرار پایا۔

جیسا کہ ھیئۃ الکبار العلماء (۲/ ۵۵۷) میں بھی لکھا ہے اور احناف کا بھی یہی مذہب ہے۔

رشید احمد احسن الفتاوی (۷/ ۴۱۵) میں لکھتے ہیں: ہمارے یہاں صحیح اور مختار قول پہلا والا ہے کہ اگر اہل کتاب کا کوئی شخص جان بوجھ کر اللہ کا نام ذکر نہ کرے یا غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کرے تو اسے نہیں کھایا جائے گا۔ اگر یہ یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ کتابی نے ایسا کیا ہے یا ان کے اکثر حالات سے پتہ چلتا ہو۔ اس تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی اہل کتاب اپنا دین چھوڑ کر لادین یا سکھ بن جائے تو اس کا ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ اس نے اللہ کا نام بھی نہیں لیا ہوگا نہ ہی وہ ذبح کے شرعی طریقوں کا لحاظ کرتا ہوگا بلکہ وہ حیوان کو قتل کر رہا ہوگا جیسے چاہے گا۔ بلکہ ایسے لادین لوگ تو حیوان کو لوہے سے مار کر قتل کر دیتے ہیں اسے کھاتے ہیں اسے موقوذۃ کہتے ہیں جسے قرآن نے حرام کہا ہے۔ (موقوذۃ ضرب لگنے سے مرجائے مگر نوکدار چیز کی ضرب نہ ہونے سے خون نہ نکلے) لہٰذا موجودہ دور میں اہل کتاب کے ذبیحوں کی جانچ کرنی چاہیے ورنہ حرام میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے۔

اہل کتاب جب تک اہل کتاب کہلائیں ان کا ذبیحہ حلال ہے اور اگر چہ اپنے دین سے منحرف ہو جائیں (اپنے دین پر عمل نہ بھی کرتے ہوں اس کے باوجود ذبیحہ حلال ہے) اس لیے یہود ونصاریٰ توراۃ وانجیل میں نازل شدہ ایمان کے اصولوں کے منکر ہو گئے تھے یہود نے بعض انبیاء کی نبوت کا انکار کیا مثلاً عیسیٰ علیہ السلام، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا، اور ناحق انبیاء کو قتل کیا کرتے تھے۔ توراۃ کے اکثر احکام میں تحریف کی۔ ان میں سے ایک گروہ عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتا تھا۔ اسی طرح نصاریٰ تین خداؤں کے قائل ہیں۔ مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر ہیں اس سب کے باوجود اللہ نے انہیں اہل کتاب کہا ہے۔ ان کا ذبیحہ حلال اور ان کی عورتوں سے نکاح جائز قرار دیا ہے۔ ان کا بعض انبیاء کی نبوت سے انکار، ان کا شرک، تحریف، اس بات میں رکاوٹ نہیں بنا کہ انہیں اہل کتاب نہ کہا جائے جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ان باتوں کے باوجود انہیں اہل کتاب کہا جاتا تھا ان کے لیے اہل کتاب کے احکام تھے تو آج بھی ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔(الفتاویٰ الاسلامیہ:۲/ ۴۰۰)

کسی مسلمان یا اہل کتاب کا الیکٹرک شارٹ سن کر دینے والی دوا کے ذریعے ذبیحہ حلال نہیں یہ مردار کے حکم میں ہے جسے اللہ نے مسلمانوں پر حرام قرار دیا ہے۔ اگر گوشت اہل کتاب کے ملکوں سے آرہا ہو اور اس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ شرعی طریقے پر ذبح کیا گیا ہے یا نہیں تو اس کا کھانا جائز ہے اس لیے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ مسلمانوں کے ذبیحے کی طرح حلال ہے۔﴿وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُم﴾ ''اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے''۔

خلاصہ کلام یہ کہ

اہل کتاب کے ذبیحے مندرجہ ذیل شروط کے ساتھ حلال ہوں گے۔

❶ وہ غیر اللہ کا نام لے کر ذبح نہ کریں اگر وہ غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کریں گے تو وہ حرام ہوگا ﴿وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ اگر اس کے بارے میں معلوم نہ ہو (کہ غیر اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں) تو اس کا کھانا حلال ہے۔

❷ الیکٹرک شارٹ وغیرہ کے ذریعے جانور کو نہ مارا گیا ہو ورنہ وہ مردار ہوگا اس لئے کہ مسلمان کا مارا ہوا (مردار) جب حرام ہے تو کتابی کا بھی حرام ہے۔

❸ جان بوجھ کر بسم اللہ ترک نہ کریں اس لیے کہ بسم اللہ کے وجوب کے دلائل مطلق ہیں (مشروط نہیں) ﴿ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ﴾ "اس میں سے مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو" اگر یہ معلوم نہ ہو کہ انہوں نے اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں تو اس کا کھانا جائز نہیں اس لیے کہ ایسے میں اصول اس کی حلت کا ہے۔ یہ بھی شرط نہیں کہ اہل کتاب اپنے دین پر مکمل کاربند ہیں۔ یا نہیں صرف یہی کافی ہے کہ اسے اہل کتاب کہا جا سکتا ہے۔

تیسرا مسئلہ : کیا کسی کھانے والے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ جو لوگ گوشت وہ کھا رہا ہے وہ شرعی طریقے پر ذبح ہوا ہے کیا یہ جاننا ذبیحے کی حلت کے لیے ضروری ہے؟ اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ یہاں ایک شرعی قاعدہ وقانون مدنظر رکھنا چاہیے۔ وہ یہ کہ جب کوئی فعل کسی فاعل سے جو کہ اس فعل کا اہل ہے سے سرزد ہو تو اس فعل کو صحیح سمجھا جائے گا جب تک اس کی خرابی کی کوئی دلیل سامنے نہ آ جائے۔ خوامخواہ کی تحقیق وتفتیش نہیں کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ اس طرح بلا فائدہ تھکاوٹ میں خود کو مبتلا کرنا ہے اور دین میں مشقت پیدا کرنا ہے۔ ایک مسلمان ملک جس میں مسلمان رہتے ہوں وہاں کے ذبیحے جائز ہیں یہ تحقیق کیے بغیر کہ ذبح کرتے وقت ان پر اللہ کا نام لیا گیا ہے یا نہیں اسے اسلامی طریقے پر ذبح کیا گیا ہے یا نہیں۔ ایسے ملک میں ذبح کا عمل صحیح شمار ہوگا جیسا کہ بخاری میں حدیث ہے کہ کچھ نومسلم ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں۔ ہمیں نہیں معلوم کہ انہوں نے اس پر بسم اللہ پڑھی یا نہیں؟ تو کیا ہم ایسا گوشت کھا سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم اللہ کا نام لے کر کھاؤ اسے یعنی مسلمانوں کا عمل صحیح شمار کیا جائے گا شک کی ضرورت نہیں ہے۔

اگر کسی ملک میں اکثریت مسلمانوں کی ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے اگر گوشت اہل کتاب کے ملک سے آئے یا کوئی شخص ان کے ملک میں رہتا ہو تو یہ تحقیق ضروری نہیں کہ اسے اسلامی طریقے پر ذبح کیا گیا ہے یا نہیں؟ یا انہوں نے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا ہے یا نہیں! ہاں اگر یہ بات یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ وہ لوگ ان باتوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تو پھر ان کا ذبیحہ جائز نہیں یا کسی ملک میں اکثریت غیر اہل کتاب کی ہو (تو پھر بھی ذبیحہ جائز نہیں) فتاویٰ اسلامیہ (۲/۴۰۵) میں اس بارے میں ایک فتویٰ ہے۔

سوال ان ذبیحوں کا کیا حکم ہے جو ان ملکوں میں فروخت ہوتے ہیں جن کے باشندے مسلمان ہونے کے دعوے دار تو ہوں مگر شرک سے محفوظ نہیں ہوں جہالت کے غلبہ اور بدعتی سلسلے بھی ان میں موجود ہوں جیسا کہ تیجانیہ وغیرہ؟۔

جواب اگر صورت حال یہی ہو جیسی سوال میں بتائی گئی ہے کہ ذبح کرنے والا دعویٰ مسلمان ہونے کا کرتا ہے مگر ایسے فرقے سے تعلق رکھتا ہے جو کہ غیر اللہ سے مدد طلب کرنا جائز سمجھتا ہے ایسے امور میں مدد کہ جن کی قدرت صرف اللہ کے پاس ہے۔ اس طرح مردوں سے انبیاء سے مدد مانگتا ہے اولیاء کے بارے میں بھی اسی طرح کا عقیدہ رکھتا ہے۔ تو اس کا ذبیحہ ان مشرک بت پرستوں کی طرح ہے جو لات، عزیٰ، مناۃ، ود، سواع، یعوق اور یغوث کی عبادت کرتے تھے۔ کسی مسلمان کے لیے ان کا ذبیحہ کھانا حلال نہیں ہے اس لیے کہ ان کا ذبیحہ مردار کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی برا ہے۔ اس لیے کہ یہ شخص اسلام سے مرتد ہے اور خود کو اسلام پر سمجھتا ہے۔ مرتد اس لیے ہے کہ اس نے غیر اللہ کے پاس پناہ حاصل کی ہے خود کو غیر اللہ کا محتاج بنا لیا ہے ایسے کاموں میں کہ ان کی قدرت صرف ایک اللہ کے پاس مثلاً کسی گمراہ کو ہدایت کی راہ دکھانا۔ کسی مریض کو شفا دینا وغیرہ۔ اور ایسے امور کہ جن کا تعلق مادی اسباب سے ماوراء ہوتا ہے مثلاً مُردوں کے حالات ان سے برکات کا حصول یا ان غائب وغیر موجود لوگوں (سے مدد کی طلب) جو غیر موجودگی یا دوری کی بنا پر مردوں کے حکم میں ہیں (کہ سن نہیں سکتے دیکھ نہیں سکتے) انہیں یہ جاہل لوگ پکارتے ہیں اس اعتقاد کے ساتھ کہ وہ ان کی روزی میں برکت دیں گے یا ان میں ایسی خصوصیت (کرامت) ہے کہ دور رہ کر بھی ان کی التجائیں ان دعا وفریاد سن سکتے ہیں اگرچہ پکارنے والا مشرق میں اور پکارا جانے والا مغرب میں ہی کیوں نہ ہو۔ ایسے لوگوں کے ساتھ ایک شہر ایک ملک میں رہنے والے اہلسنت کو چاہیے کہ وہ انہیں سمجھائیں ان

کو خالص توحید کی طرف دعوت دیں۔ اگر وہ یہ دعوت قبول کرتے ہیں تو فالحمدللہ اور اگر تمام تر سمجھانے کے باوجود توحید کی یہ دعوت قبول نہیں کرتے تو پھر ان کے پاس کوئی عذر نہیں۔ اگر کسی ذبح کرنے والے کی حالت کا علم نہ ہو البتہ غالب گمان ہو کہ اس کے شہر میں رہنے والا مسلمان ہونے کا دعویدار مردوں سے مدد مانگتا ہے فریاد والتجائیں کرتا ہے ان کے سامنے گڑگڑاتا ہے تو اس کے ذبیحے کا حکم غالب حالت کے مطابق لگایا جائے گا اس کا کھانا حلال نہیں ہوگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں

مخالفین اہلسنّت میں گمراہ مشرکین بھی ہیں جن سے شرک ظاہر ہونے پر توبہ کا مطالبہ کیا جانا چاہیے کہ اس شرک سے تائب ہو جائیں اور اگر نہ کریں تو کفار اور مرتد ہونے کی بنا پر ان کی گردن اڑائی جانی چاہیے۔

یہ دروزی اور نصیری، تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے، کہ یہ کفار ہیں اور انکا ذبیحہ حلال ہے نہ ان کی عورتوں سے نکاح بلکہ ان سے جزیہ تک قبول نہیں کیا جائے گا بلکہ یہ تو دین اسلام سے ہی مرتد ہیں۔

(اھلسُنّت فکر وتحریک فتاویٰ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کی روشنی میں: ۱۷۸، ۱۷۹، فتاوی ابن تیمیہ رحمۃ اللہ: ج ۳۵/ ۱۶۱)

آ گے فرماتے ہے۔ ان لوگوں یعنی دروزیوں کے کافر ہونے کا مسئلہ ایسا ہے جس میں مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ بلکہ ان کے کافر ہونے میں جو شخص شک کرے وہ بھی انہی کی طرح کافر ہے۔ نہ تو یہ اہل کتاب کے درجے میں آتے ہیں اور نہ ہی مشرکین کے درجے میں بلکہ یہ کفار اور گمراہ ہیں، ان کا ذبیحہ بھی حلال نہیں ہے۔ ان کی عورتوں کو لونڈیاں اور ان کے مال کو مال غنیمت بنایا جائیگا کہ یہ زندیق اور مرتد ہیں، ان کی توبہ تک قبول نہیں کی جائیگی بلکہ جہاں بھی قابو آئیں قتل کئے جائیں گے۔ اپنے اوصاف کی بدولت ان پر لعنت بھی جائز ہے ان کو پہرہ داری، چوکیداری یا حفاظت ایسے کاموں میں ملازم رکھنا بھی جائز نہیں ہے۔ ان کے علماء ہوں یا صلحا، سب واجب القتل ہیں تا کہ دیگر مخلوق کو گمراہ نہ کریں۔ نہ ان کے ہاں یا ان کے گھروں میں سونا جائز ہے، نہ ان کی مرافقت اور نہ ان کے ساتھ چلنا جائز ہے۔ پھر جب ان کے فوتید گی (مرنے) کا پتہ چلے تو ان کے جنازوں کے ساتھ چلنا تک جائز نہیں ہے۔

(اھلسُنّت فکر وتحریک فتاویٰ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کی روشنی میں: ۱۷۹، فتاوی ابن تیمیہ رحمۃ اللہ: ج ۳۵/ ۱۶۲)

اسی طرح شیعہ میں نصیری اور اسماعیلی کے بارے میں فرماتے ہیں۔ چنانچہ یہ سبھی کفار، یہود و نصاریٰ سے کہیں بدتر کافر ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی شخص یہ اعتقاد ظاہر نہ کرے تو بھی وہ ان منافقین میں شمار ہوگا جن کا ٹھکانا جہنم میں درک اسفل ہے اور جو شخص ظاہر و برسر عام کرے وہ تو سب کافروں سے بڑھ کر مہا کافر ہے۔ چنانچہ یہ جائز نہیں کہ انہیں مسلمانوں کے مابین رہنے دیا جائے اور ان سے جزیہ یا ذمہ قبول کیا جائے، نہ ان کی عورتوں سے نکاح جائز ہے اور نہ ان کے ذبیحے کھانا جائز ہے کیونکہ یہ مرتد ہیں اور مرتد بھی بدترین قسم کے۔ یہ لوگ اگر کوئی جمعیت فراہم کر کے رکاوٹ پیدا کریں تو ان سے اس طرح قتال واجب ہے جیسے مرتدین سے قتال کیا جاتا ہے جیسا کہ صدیق اکبر اور صحابہ کرام نے مسیلمہ کذاب کے حواریوں سے جنگ کی تھی۔

(اھلسُنّت فکر وتحریک فتاویٰ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کی روشنی میں: ۲۳۰، فتاوی ابن تیمیہ رحمۃ اللہ: ج ۲۸/ ۴۷۴)

نوٹ: پچھلی پی ڈی ایف فائل اور ان پیج A4 والی فائل ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کی بجائے صلی اللہ علیہ وسلم پرنٹ ہو گیا تھا۔ ان پیج میں Error کی وجہ سے لہٰذا اس نئی ان پیج فائل اور پی ڈی ایف فائل میں اس کی تصحیح کر دی گئی۔ قارئین کرام نوٹ فرمالیں۔ جزاکم اللہ خیراً۔ مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

الشیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ کا فتویٰ

ذبح کرنے والے کے اعتقاد کا صحیح ہونا ضروری ہے

قصاب کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ دین دار ہو صحیح العقیدہ مسلمان ہو۔تمام خرافات کا انکار کرنے والا ہو جیسے کہ قبروں کی پرستش وغیرہ جو بھی غیر اللہ کی عبادت ہو۔تمام غلط عقائد اور کفر یہ بدعت کا انکار کرنے والا ہو جیسے کہ قادیانی رافضی بت پرستی کے عقائد ہیں۔ذبیحے کے جواز کے لئے ذبح کرنے والے کا صرف مسلمان کہلانا شہادتین کا اقرار نماز وغیرہ ارکان اسلام کی بجا آوری کافی نہیں ہے۔جب تک کہ وہ شروط پوری نہ ہوں جنکا ہم نے ذکر کیا ہے۔بہت سے لوگ مسلمان کہلاتے ہیں۔شہادتین کا اقرار کرتے ہیں۔اسلام کے ظاہری ارکان بجالاتے ہیں۔مگر ان کے مسلمان ہونے کے لیے یہ کافی نہیں ہے ان کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال نہیں اس لیے کہ وہ اللہ کے ساتھ عبادت میں شرک کرتے ہیں۔وہ اس طرح کہ انبیاء وصلحاء سے فریاد کرنا اور ان سے دعائیں کرنا وغیرہ۔ایسے کام کرتے ہیں۔جو اسلام سے مرتد کرنے والے ہیں۔مسلمان کہلانے والوں میں اس طرح کا فرق کرنا کتاب وسنت ائمہ اور اجماع سلف سے ثابت ہے۔ہم نے قصاب میں جن مطلوبہ امور کا تذکرہ کیا ہے۔ان کے ثبوت کے لئے ضروری ہے کہ قابل بھروسہ آدمی نقل کرکے بتلائے۔تاکہ اس آدمی کے بارے میں حقیقت حال واضح ہوسکے۔

(فتاوی الشیخ محمد بن ابراهیم رحمہ اللہ:جزء :١٢/ص:٢٠٦/ص/م٦١٧فی ٢٠/٥/١٣٧٤، عقیدة الموحدین،تُقدیم:سما حة اشیخ عبد العزیزبن عبداللّٰہبن باز رحمہ اللہ:

(٣٩٢

مشرک کے ذبیحہ کو حلال سمجھنا

سوال جو شخص مشرک کے ذبیحہ کو حلال سمجھے اور ان کے لئے درج ذیل آیت سے استدلال کی کوشش کرے:

﴿ **فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ** ﴾ (الانعام:۱۱۸)

''تو جس چیز پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیا جائے اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو تو اس کھا لیا کرو۔''

اور کہے کہ یہ آیت محتاج تفسیر نہیں ہے۔ اور کسی کی نہ سنے تو کیا وہ کافر ہوگا؟۔

جواب جو شخص شرک اکبر کے مرتکب مشرک کے ذبیحہ کو اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی وجہ سے حلال قرار دے تو وہ خطا کار ہے۔ لیکن وہ کافر نہیں کیونکہ یہاں یہ شبہ موجود ہے کہ شاید وہ اللہ کے نام کی وجہ سے حلال قرار دے رہا ہو، البتہ مذکورہ آیت سے اس کا استدلال درست نہیں ہے کیونکہ آیت کے عموم کو مشرک کے ذبیحہ کی حرمت پر اجماع نے خاص کر دیا ہے۔

-فتویٰ کمیٹی-

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین حفظہ اللہ

(فتاویٰ اسلامیہ: (اردو) کتاب العقائد۔ جلد اوّل: ص ۳۷۔ مکتبہ: دارُالسّلام)

اللہ اور رسول ﷺ کے گستاخ کے ذبیحہ کا حکم

فتویٰ (۹۴۰۷)

سوال بعض لوگ اسلامی (دینی) کام نہیں کرتے قرآن نہیں پڑھتے بلکہ قرآن مجید کی ایک آیت بھی نہیں جانتے۔نماز پڑھتے ہیں نہ زکوۃ دیتے ہیں۔دین اسلام اور رسول ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتے رہتے ہیں۔بلکہ ایک دن میں بیس بیس بار اللہ تعالیٰ کو بھی گالی دے ڈالتے ہیں۔جب ایسے کسی شخص سے بات کی جائے تو کہتا ہے ''میں مسلمان ہوں۔لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہوں'' سوال یہ ہے کہ کیا ہم ایسے افراد کا ذبح کیا ہوا کھا سکتے ہیں؟ جب کہ معاشرہ میں اس طرح کے بے شمار افراد پائے جاتے ہیں؟۔

جواب الحمد للّٰہ و الصلوۃ و السلام علیٰ رسولہ و آلہ وصحبہ: وبعد

① نماز کی فرضیت کا انکار کرتے ہوئے نماز چھوڑنا بالاتفاق کفر ہے۔اس پر امت کا اجماع ہے۔لاپروائی اور سستی سے نماز چھوڑنے کے متعلق علماء کے دو قول ہیں۔ان میں بھی راجح یہی ہے کہ یہ کفر ہے۔

② اللہ تعالیٰ، رسول ﷺ یا دین اسلام کو گالی دینا کفر اکبر ہے اور یہ حرکت کرنے والا مرتد ہو جاتا ہے۔اسے توبہ کرنے کا حکم دیا جائے گا۔اگر توبہ کر لے تو بہتر ورنہ حاکم کا فرض ہے کہ اسے سزائے موت دے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے: ((مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ))

''جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اسے قتل کر دو۔'' (صحیح بخاری)

یہ حدیث امام بخاری نے اپنی کتاب ''صحیح'' میں روایت کی ہے۔

③ مرتد کے ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت کھانا جائز نہیں۔لیکن اگر وہ سچی توبہ کے بعد کر لے تو توبہ اس نے جو جانور ذبح کیا، وہ حلال ہے۔اسی طرح دوسرے کافر کا بھی یہی حکم ہے جو اہل کتاب میں سے نہیں۔اگرچہ وہ زبان سے ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا اقرار بھی کرتا ہو۔کیونکہ جو شخص اسلام سے خارج کر دینے والے کسی عقیدہ یا عمل پر قائم ہے تو اس کے اقرار کا کوئی فائدہ نہیں۔اس پر علمائے اسلام کا اتفاق ہے۔

وباللّٰہ التوفیق وصلی اللّٰہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

–اللجنة الدائمة–

صدر

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ

رکن

فضیلۃ الشیخ عبدالرزاق عفیفی حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن قعود حفظہ اللہ — فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن غدیان حفظہ اللہ

(فتاویٰ دارالافتاء سعودی عرب (اردو) جلد دوم: ص ۱۹۔مکتبہ: دارُالسّلام)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعویذ لٹکانے والے کا ذبیحہ

سوال جو شخص قرآن یا غیر قرآن کا تعویذ یا گرہ لگائے ہوئے دھاگے لٹکائے، اس کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب تمائم تمیمہ کی جمع ہے اس سے مراد وہ منکے، سیپی، گھونگا اور تعویذ ہیں جو بچوں، عورتوں اور حیوانوں وغیرہ کی گردنوں میں یا سینوں کے وسط پر یا بالوں میں لٹکائے جاتے ہیں تا کہ شر سے محفوظ رہا جائے اور جو ضرر نازل ہو چکا ہوا سے دور کیا جا سکے تو یہ منع ہے بلکہ شرک ہے کیونکہ نفع ونقصان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے، اللہ کے سوا کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ:

((ان الرقی والتمائم والتولة شرك))

(سنن ابی داود، کتاب الطب، باب فی تعلیق التمائم، ح:۳۸۸۳)

''جھاڑ پھونک، تعویذ اور حب کے اعمال شرک ہیں''

عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ:

((من تعلق شیئا و کل الیه))

(سنن ترمذی، کتاب الطب، ماجاء فی کراهیة التعلیق، ح:۲۰۷۲، احمد فی المسند۳/۳۱۱)

''جو شخص کوئی چیز لٹکائے اسے اسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے''

ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((انه کان مع النبی ﷺ، فارسل رسولا الا تبقین فی رقبة بعیر قلادة من وتر او قلادة الا قطعت))(صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب ماقیل فی الجرس، ح:۳۰۰۵)

''کہ وہ رسول ﷺ کے ساتھ تھے جب آپ نے ایک قاصد کو بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں کوئی ایسی رسی باقی نہ رہنے دی جائے (جو نظر بد وغیرہ کے سلسلہ میں لوگ باندھ دیا کرتے تھے) مگر اسے کاٹ دیا جائے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول ﷺ نے اونٹوں پر رسیوں کے لٹکانے سے مطلقاً منع فرمایا ہے۔ خواہ ان میں گرہیں لگائی گئی ہوں یا نہ لگائی گئی ہوں، نیز آپ ﷺ نے ان رسیوں کے کاٹ دینے کا حکم دیا کیونکہ زمانہ جاہلیت کے لوگ اونٹوں پر رسیاں باندھتے، ان کی گردنوں میں ہار ڈالتے اور انہیں تعویذ پہناتے تھے تا کہ انہیں آفات اور نظر بد سے محفوظ رکھ سکیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان سب باتوں سے سختی سے منع فرما دیا اور ان چیزوں کے کاٹ دینے کا حکم دیا لہٰذا اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ ان تعویذوں اور منتروں، جنتروں میں حصول منفعت اور دفع مضرت کے سلسلہ میں ذاتی تاثیر ہے تو وہ مشرک اور شرک اکبر کا مرتکب ہے، جس کی وجہ سے وہ ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ۔ ایسے شخص کا ذبیحہ کھانا حلال نہیں۔

جو شخص ان تعویذ وغیرہ کو محض اسباب سمجھتا اور یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ نفع ونقصان کا اختیار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور وہی اسباب سے نتائج پیدا کرتا ہے تو وہ شرک اصغر کا ارتکاب کرتا ہے کیونکہ یہ اسباب عادی ہیں نہ شرعی بلکہ یہ وہمی ہیں۔ ہاں! البتہ بعض علماء نے ایسے تعویذوں کو مستثنیٰ قرار دیا ہے جو قرآن آیات مشتمل ہوں، انہوں نے ان

کے استعمال کی اجازت دی ہے اور ممانعت کی احادیث کو ایسے تعویذوں پر محمول کیا ہے جو غیر قرآنی ہوں لیکن صحیح بات یہ ہے کہ ممانعت کی احادیث عام ہیں، رسول اللہ ﷺ سے قرآنی تعویذوں کی تخصیص کی ثابت نہیں ہے، سدذریعہ کا بھی یہی تقاضا ہے کیونکہ پھر آدمی گیسے تعویذ بھی استعمال کرنے لگ جاتا ہے جو غیر قرآنی ہوں، قرآنی ہونے کی صورت میں قرآن مجید کی بے ادبی کا بھی احتمال ہے ہاں البتہ قرآنی تعویذ استعمال کرنے والے کے ذبیحہ کو کھایا جاسکتا ہے کیونکہ وہ اس میں تاثیر و برکت کا عقیدہ رکھتا ہے اور یہ عقیدہ سے ملت اسلامیہ سے خارج نہیں کرتا اور پھر اس لئے بھی کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام اس کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔

-فتویٰ کمیٹی-

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ   فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین حفظہ اللہ

(فتاویٰ اسلامیہ: (اردو) کتاب العقائد۔ جلداوّل: ص ۵۲۔ مکتبہ: دارُالسّلام)